﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللهِ یُؤتِیهِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَكَ رَبُكَ مَقاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد ۴ جمعۃ المبارک ۱۲/دسمبر ۱۹۹۷ء شمارہ ۵۰
۱۱/شعبان ۱۴۱۸ہجری ☆ ۱۲/فتح ۱۳۷۶ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہر گز نہیں ہو سکتے جو روحانی قوت اور طاقت کر سکتی ہے

"شیطان کے وساوس بہت ہیں اور سب سے زیادہ خطرناک وسوسہ اور شبہ جو انسانی دل میں پیدا ہو کر اسے خَسِرَالدّنیا وَالآخِرَۃ کر دیتا ہے، آخرت کے متعلق ہے۔ کیونکہ تمام نیکیوں اور راستبازیوں کا بڑا بھاری ذریعہ منجملہ دیگر اسباب اور وسائل کے آخرت پر ایمان بھی ہے۔ اور جب انسان آخرت اور اس کی باتوں کو قصہ اور داستان سمجھے تو سمجھ لو کہ وہ رد ہو گیا اور دونوں جہانوں سے گیا گزرا ہوا۔ اس لئے کہ آخرت کا ڈر بھی تو انسان کو خائف اور ترساں بنا کر معرفت کے سچے چشمہ کی طرف کشاں کشاں لے آتا ہے اور سچی معرفت بغیر حقیقی خشیت اور خدا ترسی کے حاصل نہیں ہو سکتی۔ پس یاد رکھو کہ آخرت کے متعلق وساوس کا پیدا ہونا ایمان کو خطرہ میں ڈال دیتا ہے اور خاتمہ بالخیر میں فتور پڑ جاتا ہے۔

جس قدر ابرار، اخیار اور راستباز انسان دنیا میں گزرے ہیں، جو رات کو اٹھ کر قیام اور سجدہ میں ہی صبح کر دیتے تھے کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ وہ جسمانی قوتیں بہت رکھتے تھے اور بڑے بڑے قوی ہیکل جوان اور تنومند پہلوان تھے؟ نہیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ جسمانی قوت اور توانائی سے وہ کام ہر گز نہیں ہو سکتے جو روحانی قوت اور طاقت کر سکتی ہے۔ بہت سے انسان آپ نے دیکھے ہونگے جو تین یا چار بار دن میں کھاتے ہیں اور نیند ان پر غالب رہتی ہے یہاں تک کہ نیند اور سستی سے بالکل مغلوب ہو جاتے ہیں کہ ان کو عشاء کی نماز بھی دو بھر اور مشکلِ عظیم معلوم دیتی ہے چہ جائیکہ وہ تہجد گزار ہوں۔

دیکھو! آنحضرت ﷺ کے صحابہ کبار رضوان الله علیهم اجمعین کیا تنعّم پسند اور خورونوش کے دلدادہ تھے جو کفار پر غالب تھے؟ نہیں یہ بات تو نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی ان کی نسبت آیا ہے کہ وہ قائم اللیل اور صائم الدہر ہونگے۔ ان کی راتیں ذکر اور فکر میں گزرتی تھیں۔ اور ان کی زندگی کیسے بسر ہوتی تھی؟ قرآن کریم کی ذیل کی آیہ شریفہ ان کے طریق زندگی کا پورا نقشہ کھینچ کر دکھاتی ہے ﴿وَ مِن رِباطِ الخَیلِ تُرهبُونَ به عَدُوّالله وَعَدُوكُم﴾(الانفال:٦١)۔ اور ﴿یٰایها الّذِینَ آمنُوا اصبِروا وَ صَابِرُوا وَ رابطوا﴾ (آل عمران:٢٠١) اور سرحد پر اپنے گھوڑے باندھے رکھو کہ خدا کے دشمن اور تمہارے دشمن اس تمہاری تیاری اور استعداد سے ڈرتے رہیں۔ اے مومنو! صبر اور مصابرت اور مرابطت کرو"۔

(ملفوظات جلد اول طبع جدید صفحہ ۳۴، ۳۵)

قوم کو بچانے کے لئے ان کے لئے دعائیں تو کریں

مگر ان کے اعمال سے اپنے اعمال کو متاثر نہ ہونے دیں

پاکستان میں اگر قائداعظم کے تصور انصاف کو قائم نہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر تو بہرحال غالب آئے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً جماعت احمدیہ کے حق میں بہتر ہو گا

یاد رکھو خدا کی نصرت کبھی ناپاکوں کو نہیں مل سکتی

☆☆☆ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۸/نومبر ۱۹۹۷ء) ☆☆☆

لندن (۲۸/نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور نے سورہ البقرہ کی آیات نمبر ۲ اور ۳ کی تلاوت کی اور پھر نماز سے متعلق خطبات کے سلسلہ کو آگے بڑھاتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض فرمودات وارشادات پیش کر کے ان کی تشریح و توضیح فرمائی۔ مگر اصل مضمون کی طرف لوٹنے سے قبل حضور ایدہ اللہ نے پہلے پاکستان کے تازہ حالات پر مختصر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہاں جو کچھ ہو رہا ہے تقویٰ کی کمی کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں جو موجودہ آئینی بحران ہے جس میں ملک کی اعلیٰ عدالتیں ملوث ہو چکی ہیں اس کا بہت گہرا تعلق جماعت احمدیہ سے پاکستان کے سلوک سے ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ایک لمبے عرصہ سے جماعت کے خلاف جو بھی ظالمانہ کارروائیاں ہوا کرتی تھیں ان سے متعلق عدالتوں سے رجوع کر کے جماعت انصاف چاہتی تھی۔ یہاں تک کہ ناانصافی کا پانی

باقی صفحہ ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ، ۲۲/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بچوں کے ساتھ ملاقات کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ تلاوت و نظم کے بعد ایک بچی نے اردو کلاس کی حضور انور کے ساتھ ہالینڈ کے سفر کی قسط نمبر ۲ کے حالات پڑھ کر سنائے۔ حضرت خدیجہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کی سوانح حیات پر ایک تقریر ہوئی۔

اتوار، ۲۳/نومبر ۱۹۹۷ء:

ایم ٹی اے کے معمول کے مطابق آج انگریزی بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا دن تھا۔ سوال و جواب کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر درج ذیل ہے:

☆......ایم ٹی اے کے پروگراموں کے آخر پر حضور انور ہاتھ اٹھا کر دعا کرواتے ہیں تو کیا تمام دنیا کے ناظرین دعا میں شامل ہو سکتے ہیں؟۔ حضور نے فرمایا ہاں دعا میں شامل ہو سکتے ہیں لیکن نماز باجماعت میں نہیں۔

☆...... کیا عورت، مرد ڈاکٹروں سے Smear test کروا سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا اگر زندگی کو خطرہ ہو تو اسے بچانے کے لئے مرد ڈاکٹر سے علاج جائز ہے۔

☆...... غیر احمدی کہتے ہیں کہ یو۔کے۔ میں فضل مسجد سب سے پہلی مسجد نہیں بلکہ ووکنگ پہلی ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے لیکن یہ مسجد کے طور پر نہیں بلکہ ایک یادگار کے طور پر بنائی گئی تھی۔ احمدیوں نے اسے مسجد میں تبدیل کیا اور سب سے پہلے احمدی امام نے یہاں نماز باجماعت کروائی۔

☆...... موت کے بعد روح کا کیا ہوتا ہے؟۔ فرمایا روح بچ رہتی ہے اور جسم ختم ہو جاتا ہے لیکن جسم کی روح کو کہیں locate نہیں کیا جا سکتا۔ وہ illusive رہتی ہے اور mind پر حاکم رہتی ہے۔

☆...... کیا صدام حسین یو این او کے سٹاف کو عراق سے نکال دینے میں برحق تھا؟ حضور انور نے اس سوال کا جواب تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا۔ حضور نے فرمایا سارے مڈل ایسٹ میں صرف ایک ہی مسلمان ملک ہے جس کی اتنی پہرہ داری صرف اس موہوم خطرے کی وجہ سے کی جا رہی ہے کہ وہ اٹامک بم نہ بنا لے۔ لیکن اسی علاقہ میں ایک اور چھوٹا سا ملک بھی ہے جس کے پاس اتنے بم ہیں کہ وہ علی الاعلان یہ کہتا ہے کہ وہ سارے روس وغیرہ کو تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن اس کو کوئی کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی U.N.O. یا Security Council نے اسرائیل کے خلاف کوئی فیصلے دیئے۔ حضور نے فرمایا ۷۴ دفعہ اسرائیل نے سیکیورٹی کونسل کے فیصلوں کی خلاف ورزی کی اور کسی نے کچھ نہیں کیا۔ یہ سارا فراڈ ہے۔ اسلام کے خلاف نفرت کا اظہار ہے۔ اگر عراق بم بنا بھی لے تو اسرائیل اسے فوراً تباہ کر دے گا۔ اسی لئے اسرائیل کو عراق سے خطرہ نہیں۔ وہ صرف اسلام کے خلاف ہیں۔ اگرچہ ان طاقتوں کے ظلم سے ہزاروں عراقی بچے اور بیمار انتہائی

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ء

کے موقع پر

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے افتتاحی و اختتامی خطابات

جلسہ سالانہ قادیان انشاء اللہ تعالیٰ ۱۸/، ۱۹/ اور ۲۰/ دسمبر ۱۹۹۷ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس مناسبت سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ۱۸/دسمبر بروز جمعرات افتتاحی خطاب فرمائیں گے اور ۲۰/دسمبر بروز ہفتہ اختتامی خطاب ارشاد فرمائیں گے۔ دونوں دنوں میں حضور انور ایدہ اللہ کے خطابات لندن وقت کے مطابق صبح دس بجے شروع ہونگے اور MTA پر براہ راست (Live) نشر کئے جائیں گے۔

اداریہ

دیکھوانہیں جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

ہمارے معاندین و منکرین فیضان ختم نبوت کا بھی عجیب حال ہے۔ وہ احمدیت کی روز افزوں ترقی اور اس کے حق میں ظاہر ہونے والے نشانات کو دیکھتے ہیں مگر نہیں دیکھتے۔ انہیں اس بات کا اعتراف ہے کہ ان کی اور ان کے آباؤ اجداد کی سو سالہ مخالفت اور مکر و فریب اور تمام منصوبہ سازیاں ناکام و نامراد رہی ہیں اور جماعت احمدیہ مسلسل بڑھتی اور پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ وہ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں نے اس چھوٹی سی جماعت سے جو دنیا کے لحاظ سے بے سروسامان ہے ٹکر لی ذلیل و رسوا ہوئے اور عبرت کا نشان بنادیئے گئے۔ مگر یہ سب کچھ دیکھنے کے باوجود وہ ضد اور تعصب کی راہ چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں۔ حالانکہ یہ نشانات خود ان کے اور ان کے ماحول میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ دنیا کی کوئی قوم اور ملک ایسا نہیں جہاں صداقت احمدیت کے اظہار کے لئے خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے حیرت انگیز جلالی اور جمالی نشانات نہ دکھائے ہوں۔ مگر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے:۔

"نشانوں سے وہی عقلمند اور منصف اور راستباز اور راست طبع فائدہ اٹھاتے ہیں جو اپنی فراست اور دوربینی اور باریک نظر اور انصاف پسندی اور خداترسی اور تقویٰ شعاری سے دیکھ لیتے ہیں کہ وہ ایسے امور ہیں جو دنیا کی معمولی باتوں میں سے نہیں ہیں"۔

خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ "اِنّی مُھِینٌ مَن اَرَادَ اھانَتَکَ" یعنی میں اس کو ذلیل کرونگا جو تیری ذلت کا ارادہ کرے گا۔ چنانچہ صدہا دشمن اس پیشگوئی کا مصداق ہو گئے خواہ وہ دشمن عوام میں سے تھے یا علماء اور خواص میں سے تھے۔ اور خواہ چھوٹی سطح کے افسر تھے یا کسی ملک کے سربراہ۔ جو بھی تکذیب و اہانت پر کمربستہ ہوا خدا نے اس کی کمر توڑ کر رکھ دی اور وہ ذلیل و نامراد ہوا اور عبرت کا نشان بنا۔ صرف یہی نہیں بلکہ "حاق بھم ما کانوا به یستهزء ون" کے مطابق جو ہتھیار اور ہتھکنڈے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے استہزاء اور مخالفت کے لئے اختیار کئے وہی ذرائع خود ان پر الٹائے گئے۔ مثلاً پاکستان میں جب عوام کو طاقت کا سرچشمہ قرار دینے والے ایک حکمران نے ملک کے سب سے بڑے ادارہ قومی اسمبلی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تکذیب و اہانت کے لئے استعمال کیا تو خدا نے نہ صرف اس شخص کو عبرتناک موت مارا بلکہ اس ادارہ کا احترام بھی اٹھ گیا اور اسمبلی کے ممبران سے متعلق خود حکومت نے ایسے ایسے ہولناک انکشافات کئے کہ گویا انہیں ذلت کی اتھاہ گہرائیوں میں پھینک ڈالا۔ کئی دفعہ یہ اسمبلی بنی اور ٹوٹی اور خود اسمبلی کے اندر جو ہنگامے ہوئے وہ بھی اس کے ماتھے پر ذلت کا داغ ہیں۔ پھر ایک اور آمر ضیاء الحق سامنے آیا وہ بھی ذلت و عبرت کی موت مارا گیا اور اس کے دور میں خصوصیت سے ملک کے ایک اور معتزز ادارہ یعنی عدلیہ کو احمدیوں پر ظلم و ستم کے لئے استعمال کیا گیا۔ خدا کی تقدیر نے ایسا کیا کہ رفتہ رفتہ عدلیہ بھی اپنے وقار کو کھو بیٹھی۔ ابھی حال ہی میں سپریم کورٹ کے بعض ججوں کے فیصلوں کے نتیجہ میں جو آئینی بحران ملک میں پیدا ہوا اس دوران کیا سیاستدان اور کیا جج صاحبان سبھی کا کردار سامنے آگیا۔ اور نہ عدالتوں کا احترام باقی رہا نہ سیاستدانوں کا اور نہ ملکی آئین یا دستور یا قانون کا۔ جن چیزوں کو انہوں نے خدا کے مامور کے خلاف استعمال کیا ان پر ذلت کی سیاہی مل دی گئی۔ دیکھنے والے کے لئے ان میں بھی نشانات ہیں ؎

تم بدبنا کے پھر بھی گرفتار ہو گئے ☆ یہ بھی تو ہیں نشاں جو نمودار ہو گئے

ان لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اپنے پہاڑوں جیسے مکر سے خدائی وعدوں کو ٹال دیں گے اور اس جماعت کو نابود کر دیں گے جسے خدا نے قائم فرمایا ہے۔ یہ ان کا محض وہم ہے۔ اے کاش کہ یہ اپنے ماحول میں ان عبرتناک مثالوں کو دیکھیں اور ان سے سبق حاصل کریں۔ ہم تو قرآن کریم کی زبان میں ان سے یہی کہتے ہیں کہ:

وسکنتم فی مساکن الذین ظلموا انفسهم و تبین لکم کیف فعلنا بهم و ضربنا لکم الامثال. و قد مکروا مکرهم و عندالله مکرهم. و ان کان مکرهم لتزول منه الجبال . فلا تحسبن الله مخلف وعده رسله . ان الله عزیز ذوانتقام. (سورة ابراهیم :۴۵ تا ۴۸)۔

اور تم نے ان لوگوں کے گھروں کو اپنا گھر بنایا ہوا ہے جنہوں نے (تم سے پہلے) اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا اور تم پر یہ بات خوب روشن ہو چکی ہے کہ ہم نے ان سے کیا معاملہ کیا تھا۔ اور ہم تمہارے لئے یہ مثالیں بیان کر چکے ہیں۔ او یہ لوگ اپنی ہر ایک تدبیر عمل میں لا چکے ہیں۔ اور ان کی ہر تدبیر اللہ کے ہاں (محفوظ) ہے اور خواہ ان کی تدبیر ایسی ہو کہ اس کے نتیجہ میں پہاڑ (بھی اپنی جگہ سے) ٹل جائیں۔ پس تو اللہ کو اپنے رسولوں سے اپنے وعدہ کے خلاف (معاملہ) کرنے والا ہرگز نہ سمجھ۔ اللہ یقیناً غالب، بزرگی والا اور سخت انتقام لینے والا ہے۔ ☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

خطرناک مصائب سے دوچار ہیں جو ان کی Sanctions کا نتیجہ ہے مگر کوئی نہیں بولتا۔

☆......اسی طرح Pyramids اور ان کی تعمیری صنعت، یونیٹیرین عیسائی اور Intuition وغیرہ کے متعلق بھی سوالات کئے گئے جن کے حضور انور نے جواب ارشاد فرمائے۔

سوموار، ۲۴/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۷ جو ۲۴/اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ مختلف دواؤں مثلاً سلیشیا اور سلفر وغیرہ کے بارہ میں تفصیلات بتائیں۔

منگل، ۲۵/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۵ سورہ السجدہ کی آیات ۴ تا ۱۰ پر مشتمل تھی۔ آیت نمبر ۴ میں "لتنذر قوماً ما اتٰھم من نذیر" سے مراد یہ ہے کہ حضرت اسماعیل کے بعد عرب میں نبوت کا انقطاع اتنا لمبا تھا کہ گویا وہ نبیوں کا منہ دیکھنا

(انتخاب از منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیه الصلوٰة والسلام)

مکر انساں کو مٹا دیتا ہے انسانِ دِگر — پر خدا کا کام کب بگڑے کسی سے زینہار
مُفتری ہوتا ہے آخر اس جہاں میں رُوسیہ — جلد تر ہوتا ہے برہم اِفترا کا کاروبار
افترا کی ایسی دُم لمبی نہیں ہوتی کبھی — جو ہو مثلِ مُدّتِ فخر الرسل فخر الخیار

حسرتوں سے میرا دل پُر ہے کہ کیوں منکر ہو تم
یہ گھٹا اب جُھوم جُھوم آتی ہے دِل پر بار بار

یہ عجب آنکھیں ہیں سورج بھی نظر آتا نہیں — کچھ نہیں چھوڑا حَسَد نے عَقل اور سوچ و بچار
قوم کی بدقسمتی اس سرکشی سے کھل گئی — پر وہی ہوتا ہے جو تقدیر سے پایا قرار
قوم میں ایسے بھی پاتا ہوں جو ہیں دنیا کے کِرْم — مَقصد انکی زِیست کا ہے شہوت و خَمر و قمار
مکر کے بل چل رہی ہے ان کی گاڑی روز و شب — نفس و شیطاں نے اٹھایا ہے انہیں جیسے کہار
دین کے کاموں میں تو انکے لڑکھڑا جاتے ہیں قدم — لیک دنیا کے لئے ہیں نوجوان و ہوشیار

حِلّت و حُرمت کی کچھ پروا نہیں باقی رہی
ٹھونس کر مُردار پیٹوں میں نہیں لیتے ڈکار

لافِ زُہد و راستی اور پاپ دل میں ہے بھرا — ہے زباں میں سب شرف اور پیچ دل جیسے چمار
اے عزیزو کب تلک چل سکتی ہے کاغذ کی ناؤ — ایکدن ہے غرق ہونا بادو چشمِ اشکبار

(درثمین)

بھول گئے تھے اور حالت بھی ایسی ہو گئی تھی جیسے کوئی نہیں آیا۔ برعکس اس کے موسوی سلسلے میں تواتر کے ساتھ نبی آتے رہے اور عرب نسل گویا متروک ہو گئی اور حضرت اسماعیل سے لے کر آنحضرت ﷺ تک کوئی نبی نہیں آیا۔ آیت نمبر ۵ میں حضور نے ایک بہت ہی لطیف اشارہ فرمایا کہ العرش سے مراد آنحضرت ﷺ کا وجود ہے۔

آیت نمبر ۵ میں شفیع کے معنی شفاعت قبول کرنے والے کے بھی ہیں اور خدا تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرماتا ہے جس کو وہ شفاعت کا اذن دے۔ آیت نمبر ۹ کے حوالہ سے انسانی زندگی کی پیدائش کا آغاز اور ماء مھین سے نسل کے جاری رہنے کے عجائبات چھپے ہوئے ہیں ان کی وضاحت کے بعد ہیموگلوبن میں جو غرائب پنہاں ہیں ان کا ذکر فرمایا۔ یہ کلاس آیت نمبر ۱۰ پر ختم ہوئی۔

بدھ، ۲۶/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۱۶ منعقد ہوئی اور سورہ السجدہ کی آیت نمبر ۱۱ سے ۲۶ تک ترجمہ اور تشریح کی گئی۔

آیت نمبر ۱۱ میں قرآن مجید نے ان لوگوں کی نفسیات بیان کی ہے جو خدا تعالیٰ سے ملاقات کے منکر ہیں۔ کہ وہ قسما قسم کے بہانوں سے اخروی زندگی کو ناممکن سمجھنے کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مر جانے کے بعد تو ہماری خاک تک باقی نہیں رہے گی تو پھر کس طرح سے اس خاک کے ذروں کو اکٹھا کر کے ہمیں اگلی دنیا میں جزا و سزا دی جائے گی۔ اس کی وضاحت میں حضور نے لمبی تفصیل بیان فرمائی جس کا لب لباب یہ تھا کہ موت کے بعد کوئی بھی اس مادی جسم کے ساتھ زندہ نہیں ہو گا جیسا کہ "نُنشِئَکُم فی ما لا تعلمُون" میں بیان کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱۲ میں موت کے فرشتے عزرائیل کے تحت مستقل دائمی نظام کا ذکر ہے یعنی عزرائیل کی سرکردگی میں ہر انسان کے لئے ایک فرشتہ مقرر ہے جو انسانی جسم کے اندر جو بھی توڑ پھوڑ اور تبدیلیاں ہوتی ہیں ان کی نگہبانی کرتا ہے۔

جمعرات، ۲۷/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۷۸ جو ۲۴/اپریل ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ کی گئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔ مختلف دواؤں کو پاکستان سے بنوانے اور بوتلوں میں پیک وغیرہ کرنے کی ہدایات ارشاد فرمائیں۔

جمعۃ المبارک، ۲۸/نومبر ۱۹۹۷ء:

آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ سوال و جواب کا پروگرام نشر کیا گیا۔ یہ پروگرام ۲۴/نومبر کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات حضور انور نے ارشاد فرمائے:

☆......کیا خدا تعالیٰ نے زبان الہاماً نازل کی تھی اور کیا ایک انسان پر یا بہت سے لوگوں پر؟ حضور انور نے اس سوال کا جواب تفصیل سے ارشاد فرمایا۔ مختصر جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے ضرور کسی قبیلے کے سردار کو زبان الہام کرنے کے لئے چنا ہو گا کیونکہ خدا تعالیٰ ہر شخص سے کلام نہیں کرتا۔ حضور نے شہد کی مکھی کے عجیب و غریب حیران کرنے والے خواص کا ذکر فرمایا کہ جانوروں میں سے صرف شہد کی مکھی ہے جس کے متعلق قرآن مجید میں آتا ہے ﴿و اوحیٰ ربکَ الی النّحلِ ان اتخذی من الجبال بیوتا﴾۔ بعد میں جس طرح انسان پھیل گئے اسی طرح زبانیں بھی پھیلتی اور بدلتی گئیں۔ ☆...... قرآن مجید کی آیت موجودہ ڈیموکریسی کی نفی کرتی ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ جمہوریت تو اپنی موت آپ ہی مر گئی ہے۔ آپ قرآن مجید کی آیت کا سہارا کیوں لیتے ہیں۔ اس کے بعد آج کل کی نام نہاد جمہوریت کے خوب بخیئے ادھیڑے اور قرآن مجید کی جمہوریت کی تعلیم پر مشتمل آیت بتائی: ﴿ان الله یامرکم ان تؤدّو الاَمانات الی اهلها وَ اِذا حکمتُم بَین النّاسِ اَن تَحکموا بالعَدل﴾ یعنی ووٹ دیانتداری کے ساتھ اس شخص کو دو جو مستحق ہے اور لوگوں میں عدل و انصاف پر مبنی فیصلے دیا کرو۔

(ا-م-ج)

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں ایک ٹھوس علمی و تحقیقی مقالہ

☆☆ سید میر محمود احمد ناصر ☆☆

قسط نمبر ۳

اب ہم اس مضمون کے دوسرے حصے کو لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید نے صحائف سابقہ کی پیشگوئیوں اور تاریخ کے متعلق کیا رویہ اختیار کیا ہے اور کیا قرآن مجید میں کوئی Garbled بیان پایا جاتا ہے؟ ہم نمونہ کے طور پر کچھ تاریخی واقعات کا جائزہ لیتے ہیں جو قرآن اور بائبل دونوں میں موجود ہیں۔

بائبل کی پیشگوئیاں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں

(۱)...... بائبل کی پیشگوئیاں جن کی طرف قرآن شریف میں اشارہ ہے ان میں سے بنیادی اور اصل الاصول پیشگوئی بائبل میں موجودہ متن میں (جو سورائی متن کہلاتا ہے) ان الفاظ میں ہے :۔

"نابی اقیم لاھم میقرب اخیھم، کا موخا" یعنی میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا۔ (استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸)

آپ جانتے ہیں کہ اس پیشگوئی کی تائید میں زبور، یسعیاہ میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں اور اناجیل اربعہ میں ان پیشگوئیوں کی طرف اشارہ ہے۔ اس پیشگوئی کی طرف اشارہ قرآن کریم میں "شھد شاھدٌ من بنی اسرائیل علی مثله" (سورہ الاحقاف آیت ۱۱) کے الفاظ میں ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں سے ایک عظیم الشان گواہ نے اپنے ایک مثیل کی شہادت دی تھی۔

دوسرا اشارہ اس عمومی آیت میں ہے جس میں اس پیشگوئی اور دوسری پیشگوئیوں کی طرف مجموعی طور پر اشارہ ہے۔ فرماتا ہے۔ "الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عِندَ ھُم فی التوراۃِ والانجیل" (سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸) کہ (اللہ کی رحمت ان لوگوں کے لئے ہے) جو اس رسول نبی امی کی اتباع کرتے ہیں جس کا ذکر وہ توراۃ اور انجیل میں پاتے ہیں۔

تیسرا اشارہ سورہ المدثر کی آیت ۱۵۸ میں ہے کہ " انّا ارسلنا الیکم رسولا شاھداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فِرعونَ رسوُلاً۔" کہ ہم نے تمہاری طرف اسی طرح ایک رسول بھیجا ہے جیسے فرعون کی طرف ہم نے ایک رسول (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کو بھیجا تھا۔ اسی طرح بعض اور مقامات پر بھی بعض اشارات ہیں۔

اب بتایئے پادری وہیری صاحب کہ قرآن شریف نے کونسی پیشگوئی کو مروڑ تروڑ کر پیش فرمائی ہے؟ کیا بائبل میں واضح طور پر ایک موسیٰ جیسے نبی کے ظہور کی پیشگوئی ہے یا نہیں؟؟۔ اگر ہے اور آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ایسی پیشگوئی موجود ہے جس کے ذریعہ آسمان کی بادشاہی اسرائیل سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی (متی باب ۲۱ آیت ۴۳) تو پھر کس بناء پر آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن مجید نے بائبل کی پیشگوئی کو مروڑ تروڑ کر پیش فرمایا ہے۔

شاید آپ یہ کہیں کہ قرآن مجید ان پیشگوئیوں کو حضرت محمد ﷺ پر چسپاں کرتا ہے اور یہی ان کا مروڑنا تروڑنا ہے تو کیا پادری صاحب مجھے یہ حق نہیں کہ میں کہوں کہ آپ ان پیشگوئیوں کو یسوع پر چسپاں کر رہے ہیں اور اس طرح آپ ان کو مروڑ تروڑ رہے ہیں۔ آپ کو یہ پورا حق ہے کہ دلیل سے کہیں کہ یہ پیشگوئیاں محمد رسول اللہ ﷺ پر چسپاں نہیں ہوتیں اور مجھے یہ پورا حق ہے کہ میں دلیل سے بات کروں کہ یہ پیشگوئیاں یسوع ناصری پر چسپاں نہیں ہوتیں۔ میں اور آپ تہذیب کے دائرہ میں رہ کر ان پیشگوئیوں کی علامات کو اپنے اپنے پسندیدہ مصداق پر چسپاں کرنے کی گفتگو کا حق رکھتے ہیں مگر آپ یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ قرآن مجید نے ان پیشگوئیوں میں کوئی تبدیلی کی ہے، کوئی کتربیونت کی ہے، کوئی بگاڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو آپ کا دعویٰ تھا۔

آیئے اب آرام سے بیٹھ کر دیکھیں کہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ کی پیشگوئی میں جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ کس پر پوری اترتی ہیں۔ اناجیل کے یسوع پر یا قرآن مجید کے محمد ﷺ پر! سو واضح ہو کہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں یہ پیشگوئی اس طرح ہے: "نابی اقیم لاھم میقرب اخیھم کاموخا" کہ میں ایک نبی ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تیری مانند کھڑا کروں گا۔ اور اس بنیادی پیشگوئی کے بعد اس نبی کے بارے میں کچھ علامات اور اس کی شناخت کی کچھ نشانیاں درج ہیں۔

اب **پہلی علامت** اس پیشگوئی کے مصداق کی یہ ہے کہ وہ ایک نبی ہوگا۔ مسلمان اس پیشگوئی کو آنحضرت ﷺ پر چسپاں کرتے ہیں مگر آپ کو خدا یا خدا کا حقیقی بیٹا قرار نہیں دیتے۔ آپ کو سب نبیوں سے افضل اور سب کا سردار قرار دیتے ہیں مگر آپ کو نبی ہی مانتے ہیں۔ آپ مسیحی لوگ اس پیشگوئی کو اناجیل کے یسوع پر چسپاں کرتے ہیں مگر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یسوع انسان ہوتے ہوئے بھی ہر لحاظ سے ہر جہت سے، ہر پہلو سے کامل خدا تھا۔ اور انسانی تاریخ میں کبھی یہ واقعہ نہ پہلے ہوا اور نہ بعد میں ہوگا کہ خدا تعالیٰ مع اپنی جملہ صفات اور قوت کے انسانی شکل میں ظہور پذیر ہوا۔

اب ذرا غور کی نظر سے دیکھیئے کہ کیا یہ بات معقول نظر آتی ہے کہ ایک عظیم الشان جاہ و جلال والے بادشاہ یا صدر امریکہ یا روس کے سربراہ کی آمد کی بشارت ان الفاظ میں دی جائے کہ ایک ڈپٹی کمشنر علاقے میں آنے والا ہے یا ایک کمانڈر انچیف کے آنے کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ ایک سیکشن کمانڈر کی آمد متوقع ہے۔ اگر انسانیت کی تاریخ میں پہلی دفعہ اور آخری دفعہ انسانی لباس میں خدائے عزوجل کا ظہور ہونے والا تھا تو اس کی بشارت صرف ایک نبی کے الفاظ میں دینا تو ایسا ہی ہے کہ ایک برتر اور اعلیٰ ہستی کی آمد کا تذکرہ ادنیٰ حیثیت کے لفظ سے کیا جائے۔

دوسری علامت اس آنے والے کی ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ آپ پادری ہیں آپ نے خوب بائبل پڑھی ہے آپ جانتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہیں۔ (پیدائش باب ۲۵)۔ بنی اسرائیل اور بنی اسماعیل دونوں ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ نیم پخت مسیحی منادوں کی طرح یہ عذر پیش کریں کہ بائبل میں بنی اسرائیل کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا ہے۔ لہذا اس پیشگوئی میں بھی بھائیوں سے مراد بنی اسرائیل ہی ہیں تو یہ عذر آپ کا درست نہ ہوگا۔ کیونکہ جہاں استثناء وغیرہ کتب میں بنی اسرائیل کو بنی اسرائیل کے بھائی کے طور پر ذکر کیا گیا ہے وہاں کچھ احکامات دیئے گئے ہیں اور بنی اسرائیل کے ہر فرد کو خطاب کیا گیا ہے کہ وہ اپنے بھائیوں سے نیک سلوک کرے مگر استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ کی پیشگوئی میں تو ساری قوم بنی اسرائیل کی بحیثیت مجموعی مراد لی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے فائدہ کے لئے ایک موسیٰ جیسا نبی مبعوث ہوگا۔ جو ان بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا۔ ظاہر ہے کہ وہ نبی سب بنی اسرائیل کے فائدہ کے لئے ہے نہ کہ چند کے لئے۔ اور ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل بحیثیت مجموعی مل کر اپنے ہی بھائی تو نہیں ہو سکتے۔ اگر کچھ بنی اسرائیل کا ذکر ہوتا یا کچھ سے خطاب ہوتا تو ضرور وہ دیگر بنی اسرائیل کے بھائی قرار دیئے جا سکتے۔ مگر جب یہاں سب بنی اسرائیل مراد ہیں تو ان سب کے بھائیوں سے مراد ضرور کوئی ایسی قوم ہوگی جو بنی اسرائیل میں شامل نہیں اور ظاہر ہے کہ وہ بنی اسماعیل ہیں جنہیں پیدائش کی کتاب بنی اسرائیل کے بھائی قرار دیتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اس علامت کے لحاظ سے اناجیل کے یسوع اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہاں قرآن مجید کے محمد ﷺ اس کے مصداق ہیں۔

اس پیشگوئی میں **تیسری علامت** یہ بتائی گئی ہے کہ وہ نبی موسیٰ کا مثیل ہوگا۔ فرمایئے پادری صاحب اور دل پر ہاتھ رکھ کر فرمایئے کہ یہ علامت آنحضرت ﷺ پر پوری اترتی ہے یا یسوع پر؟ حضرت موسیٰ انسان ہیں اور پوری طرح انسان اور عظیم رسول۔ حضرت محمد ﷺ کامل انسان اور عظیم ترین رسول ہیں۔ فرماتے ہیں: ﴿انما انا بشرٌ مثلکم﴾ اور ﴿یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا﴾ مگر یسوع بقول آپ کے خدا ہیں، خدا کا حقیقی بیٹا ہیں۔ موسیٰ کے مثیل یسوع ہوئے یا آنحضرت ﷺ؟

☆...... حضرت موسیٰ ایک زبردست شریعت لائے جس میں بنی اسرائیل کے لئے ہدایت تھی۔ آنحضرت ﷺ ایک کامل شریعت لائے جس میں سب دنیا کے لئے ہدایت تھی۔ یسوع کوئی شریعت نہیں لائے بلکہ بقول آپ کے سابقہ شریعت کو بھی منسوخ کر دیا۔ تو پھر موسیٰ کے مثیل آنحضرت ﷺ ہوئے یا یسوع؟؟

☆...... حضرت موسیٰ ایک جابر قوم کی طرف بھیجے گئے۔ اور ان کی تمام تر کوشش کے باوجود ان کے شر سے محفوظ رہے اور ان کے علاقہ سے ہجرت کر گئے۔

آنحضرت ﷺ ایک ظالم قوم کی طرف بھیجے گئے اور ان کی تمام کوشش کے باوجود ان کے شر سے محفوظ رہے اور ان کے علاقہ سے ہجرت کر گئے۔

یسوع نسبتاً ایک پرامن قوم اور حکومت کی طرف بھیجے گئے مگر آپ کے خیال کے مطابق ان کی شرارتوں سے بچ نہ سکے اور مار دیئے گئے اور اگرچہ انہوں نے کہا تو تھا کہ میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کے پاس بھی جانا ضرور ہے مگر موت کی وجہ سے یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اور ہجرت نہ کر سکے۔ مثیل موسیٰ کون ہے۔ آنحضرت ﷺ یا یسوع علیہ السلام؟؟

☆...... حضرت موسیٰ اپنے اہم کام کی نسبتاً تکمیل کر کے فوت ہوئے اور اسی زمین میں دفن ہوئے اور بیت فغور میں ان کی قبر بنی۔

آنحضرت ﷺ اپنے اہم کام کی تکمیل کر کے فوت ہوئے اور اسی زمین میں دفن ہوئے اور مدینہ منورہ میں آپ کا مزار بنا۔ یسوع اپنے کام میں بڑی حد تک بقول اناجیل ناکام رہے اور جو تھوڑے سے مرید بنے تھے وہ بھی بقول اناجیل واقعہ صلیب کے وقت بھاگ گئے اور خدا تعالیٰ نے آپ کو (یہودی معاندین اور رومی حکومت سے بچانے کے لئے) آسمان پر اٹھا لیا۔ بتایئے مثیل موسیٰ کون ہے آنحضرت ﷺ یا یسوع؟؟

☆...... حضرت موسیٰ شریعت لائے اس کو آپ نے اپنی قوم میں رائج کیا۔ ایک نظام قائم کیا جہاں وہ تعلیم نافذ کی جائے۔ آنحضرت ﷺ جو کامل شریعت لائے اسے آپ نے اپنی قوم میں رائج کیا۔ نماز، زکوۃ، حج وغیرہ کے احکامات کی ترویج فرمائی۔ ایک نظام قائم کیا جہاں وہ تعلیم نافذ کی جائے۔ یسوع کو یہ موقعہ نہ ملا کہ اپنی تعلیم کو رائج کریں کوئی نظام قائم کر کے دکھائیں جہاں وہ تعلیم نافذ کی جائے۔ بتایئے پادری صاحب مثیل موسیٰ کون ہے۔ آنحضرت ﷺ یا یسوع؟

☆...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات میں جلال غالب تھا مگر جمال بھی تھا اور توراۃ کہتی ہے کہ آپ سب روئے زمین کے لوگوں میں حلیم تھے اور بہت سے مواقع پر آپ نے اپنے دشمنوں کو معاف کیا۔

آنحضرت ﷺ میں جلال اور جمال دونوں صفات اپنے کمال پر تھیں اور صحابہ کے ذریعہ آپ کی جلالی تجلی کا نسبتاً زیادہ ظہور ہوا (جیسا کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے آپ کی جمالی تجلی کا نسبتاً زیادہ ظہور ہے) مگر یسوع کے ذریعہ کوئی جلالی تجلی ظاہر نہ ہوئی اور نہ آپ کو یہ موقعہ ملا کہ حکومت اور طاقت رکھتے ہوئے عفو اور درگزر سے کام لیں۔ حالانکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح مگر آپ سے بہت بڑھ کر طاقت اور قوت رکھتے ہوئے عفو اور درگزر کا عظیم نمونہ دکھایا۔

سوچیں اور بتائیں پادری صاحب کہ مثیل موسیٰ آنحضرت ﷺ ہیں یا یسوع؟؟

☆...... اب بتائیں پادری صاحب کہ اگر آپ مثیل موسیٰ کی پیشگوئی یسوع پر چسپاں کرتے ہیں تو یسوع میں اور حضرت موسیٰ میں کیا مماثلت پائی جاتی ہے؟ تھوڑی بہت مماثلت تو دنیا کے مختلف سے مختلف افراد میں بھی ملتی ہے مگر جب خدا تعالیٰ کی پیشگوئی میں مماثلت کو علامت اور شناخت بنایا گیا ہو تو کوئی خاص مماثلت ملنی چاہئے مگر یسوع اور حضرت موسیٰ میں تو کوئی مماثلت نظر نہیں آتی۔

☆...... ممکن ہے آپ بھی وہی عذر پیش کرنا چاہیں جو عام طور پر ثانوی درجہ کے مسیحی مناد اس موقعہ پر پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کی نجات کا سامان کیا یسوع بھی صلیب پر مر کر نجات کا باعث بنا۔

مگر پادری صاحب یہ تو اعتقادی امر ہے۔ ظاہراً تو اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ میں بڑی تحدی سے یہ بات کہتا ہوں کہ یسوع سے بہت بڑھ کر آنحضرت ﷺ نے کل دنیا کی نجات کا سامان کیا۔ یہ تو میرے اور آپ کے اعتقاد کی بات ہے مگر پیشگوئی میں جس طرح کی مماثلت کا ذکر ہے وہ مماثلت یسوع

اور موسیٰ میں نہیں ملتی اور نہ ہی (خوب غور سے سنیں) یسوع نے اپنے لئے کبھی اس مماثلت کا اپنے لئے دعویٰ کیا ہے۔ مگر یہ مماثلت بڑی شان کے ساتھ حضرت موسیٰ اور آنحضرت ﷺ میں پائی جاتی ہے (اور قرآن شریف میں یہ دعویٰ موجود ہے) اور پھر یہ مماثلت آپ دونوں عظیم نبیوں کی ذات تک نہیں رہی بلکہ دونوں عظیم نبیوں کی امتوں کے حالات میں بھی یہ مماثلت پائی جاتی ہے۔ حتیٰ کہ جس طرح موسیٰ کی امت میں ۱۳۰۰ سال کے بعد مسیح کا ظہور ہوا اسی طرح اتنے ہی عرصے کے بعد امت محمدیہ میں ایک عظیم الشان مسیح کا ظہور ہوا۔

چوتھی علامت اس مثیل موسیٰ نبی کی استثناء

میں یہ بتائی گئی ہے:

"اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہ ان سے کہے گا۔ (استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸)

بتایئے پادری صاحب اگر آپ یسوع پر اس پیشگوئی کو چسپاں کرتے ہیں تو وہ کلام کہاں ہے جو خدا تعالیٰ نے یسوع کے منہ میں ڈالا۔ ہندوپاکستان کے کم علم منادوں کی طرح مجھے آپ اس غلط فہمی میں ڈالنے کی کوشش نہ کریں کہ وہ کلام متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی اناجیل ہیں۔ یہ مناد سادہ لوح مسلمانوں کو انجیل کے لفظ سے اس غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں کہ گویا یہ چاروں اناجیل وہ کلام ہے جو خدا کی طرف سے یسوع کے منہ میں ڈالا گیا۔ مگر پادری صاحب آپ کو تو خوب معلوم ہے کہ یہ چاروں اناجیل حضرت مسیح کے زمانے کے بعد لکھی گئیں اور یہ انسانی کلام میں ہیں نہ کہ خدا کا کلام۔ مگر آنحضرت ﷺ پر یہ علامت بھی خوب چسپاں ہوتی ہے اور ایک سو چودہ قرآنی سورتوں کی شکل میں وہ کلام اب بھی اسی طرح موجود اور محفوظ ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے منہ میں ڈالا۔

پانچویں علامت اوپر کی آیت میں یہ بتائی گئی

ہے "اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی ان سے کہے گا"۔ یہ علامت بھی جس شان سے آنحضرت ﷺ میں پوری ہوئی یسوع میں پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ آنحضرت ﷺ نے ۲۳ سال کے عرصہ میں خوب کھول کھول کر قرآن مجید کا ہر ہر لفظ، ہر ہر آیت لوگوں کو سنادی اور لکھادی جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یاایها الرسول بلغ ما انزل الیك" اور جب یہ کتاب پوری نازل ہو چکی تو ایک لاکھ سے زائد کے مجمع میں خوب کھول کر دریافت کیا اور بلند آواز سے پوچھا "هل بلّغت، هل بلّغت، هل بلّغت" کیا میں نے اپنا پیغام تمہیں پہنچادیا اور جب سب مجمع نے بیک آواز یہ گواہی دی کہ آپ نے یہ پیغام پہنچادیا تو آسمان کی طرف انگلی اٹھا کر خدا تعالیٰ کو مخاطب کر کے فرمایا: "اللهم اشهد، اللهم اشهد، اللهم اشهد"۔ یعنی اے اللہ تو گواہ رہ کہ جو پیغام تو نے مجھے پہنچانے کے لئے دیا تھا وہ میں نے پہنچادیا ہے۔

اب دیکھیں کیا یہ علامت آپ کی اناجیل کے یسوع پر

Watch Huzur everyday on Intelsat

Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are available
Zee TV Authorised Agent
>SUPER OFFER<
ZEE TV — SKY
ASIA Net, APNA Tv.
Decoder is available: Just call or Fax
Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

بھی پوری اترتی ہے؟ آپ یسوع کو خدا مانتے ہیں، خدا کی قوت کا مالک قرار دیتے ہیں مگر کیا یسوع نے اپنی زبان میں کبھی اس بات کا اقرار اور اظہار کیا؟ الوہیت تو درکنار یسوع کو اپنے مسیح ہونے کے اظہار سے بھی انقباض تھا۔ صاف لکھا ہے: "اس وقت اس نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ میں مسیح ہوں"۔

(متی باب ۱۶ آیت ۲۰)

اپنے یسوع کا ہمارے محمد ﷺ کے اس رویے سے مقابلہ کیجئے جب حنین کی تنگ وادی میں دشمن کے اچانک غیر متوقع حملہ کی وجہ سے آپ دشمن کی یلغار اور تیروں کی بوچھاڑ میں بڑی شجاعت اور بہادری کے ساتھ نہ صرف آگے بڑھتے چلے گئے بلکہ دشمن کو جن میں سے اکثریت آپ کو پہچانتے بھی نہ ہونگے یہ کہہ کر اپنی شناخت بھی کروائی اور اپنے مقام کا اعلان بھی فرمایا: "انا النبی لا کذب......"۔ اس کے مقابلے میں آپ کی اناجیل کے یسوع کو اتنی احتیاط مدنظر تھی کہ انہوں نے اور ان کے تین حواریوں نے پہاڑ کے اوپر ایک کشفی نظارہ دیکھا جس میں حضرت موسیٰ اور ایلیاء نظر آئے۔ اس کے بارہ میں مرقس کی انجیل میں لکھا ہے: "جب وہ پہاڑ سے اترتے تھے تو اس نے ان کو حکم دیا کہ جب تک ابن آدم مُردوں میں سے جی نہ اٹھے جو کچھ تم نے دیکھا ہے کسی سے نہ کہنا" (مرقس باب ۹ آیت ۹)

اور یوحنا کی انجیل میں تو یسوع نے یہ مسئلہ خوب کھول کر بتادیا ہے کہ نہ تمام باتیں کھول کر بتائی ہیں اور نہ بتا سکتے ہیں۔ "مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا بلکہ جو کچھ سنے گا وہی کہے گا۔ اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا"۔ (یوحنا باب ۱۶ آیات ۱۲، ۱۳)

اگر آپ تعصب کی نظر سے نہ دیکھیں تو یسوع دراصل یہاں اس پیشگوئی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں جو ہمارے آپ کے درمیان مابہ النزاع ہے اور اس پیشگوئی کے انہی الفاظ کی طرف یسوع یہاں اشارہ کر رہے ہیں "کہ جو کچھ میں اسے حکم دونگا وہی وہ ان سے کہے گا"۔ (استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸)

اور یہاں یوحنا کے حوالہ میں یسوع نے اشارہ کر دیا ہے کہ میں خود اس پیشگوئی کا مصداق نہیں بلکہ وہ وجود ہے جو تمام سچائی کی راہ دکھانے والا ہے۔ جس کی گواہی دینے کے لئے یسوع تشریف لائے تھے جیسا کہ انہوں نے پیلاطوس کے سامنے بیان دیتے ہوئے کہا کہ: "میں اس لئے پیدا ہوا اور اس واسطے دنیا میں آیا ہوں کہ حق پر گواہی دوں"۔ (یوحنا باب ۱۸ آیت ۳۷)

آیئے پادری صاحب ہم آپ کے سامنے دستاویزی ثبوت کی طرح ایک ایسی بات پیش کرتے ہیں جس کے نتیجے میں دو میں سے ایک بات بہرحال آپ کو ماننا پڑے گی یا یہ ماننا پڑے گا کہ یسوع اپنی تعلیمات کو چھپاتے رہے اور اپنے اصل مشن کو انہوں نے ظاہر نہیں ہونے دیا۔ (اگر یہ بات صحیح ہے تو آپ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ کی پیشگوئی ہرگز یسوع پر چسپاں نہیں کر سکتے کیونکہ پیشگوئی میں کہا گیا ہے کہ اس پیشگوئی کے مصداق کو "جو میں کہوں گا وہی وہ ان سے کہے گا"۔ یا بصورت دیگر آپ یہ بات تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے کہ یسوع نے وہ تعلیمات (تثلیث، کفارہ، الوہیت مسیح، مسیح کا عالمگیر مشن، موسوی شریعت کا نسخ ہونا وغیرہ) ہرگز نہیں دیں جو آج عیسائیت یسوع کی طرف منسوب کرتی ہے۔ یعنی وہ عقائد جو آپ یسوع کی طرف منسوب کرتے ہوئے اپنے عقائد قرار دیتے ہیں۔ اور اگر یہ بات درست ہے تو آپ یسوع کی نمائندگی کا اختیار ہی نہیں رکھتے۔

☆......بہرحال آپ یسوع پر اس مقدمہ کی کارروائی پڑھئے جو یہود کی عدالت عالیہ کے سامنے یسوع پر چلایا گیا۔ آپ جانتے ہیں کہ یسوع پر دو عدالتوں میں مقدمہ چلا۔ ایک مقدمہ یہود کی مذہبی عدالت عالیہ میں اور ایک پیلاطوس کی عدالت میں۔ پیلاطوس کی عدالت میں تو یسوع کے مخالفین کا سارا زور یہ تھا کہ انہیں قیصر کا باغی ثابت کریں اور اس طرح انہیں پھانسی چڑھائیں۔ مگر یہودی علماء نے خود اپنی مذہبی عدالت میں ان پر جو مقدمہ چلایا اس میں سارا زور اس بات پر تھا کہ انہیں دین موسوی سے برگشتہ ثابت کریں۔ اس عدالت کی کارروائی چاروں اناجیل میں موجود ہے۔ چنانچہ متی کی انجیل میں لکھا ہے:

"اور یسوع کے پکڑنے والے اس کو کائفا نام سردار کاہن کے پاس لے گئے جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع ہو گئے تھے۔ اور پطرس دور دور اس کے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور اندر جا کر پیادوں کے ساتھ نتیجہ دیکھنے بیٹھ گیا اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف جھوٹی گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پائی۔ گو بہت سے جھوٹے گواہ آئے لیکن آخر کار دو گواہوں نے آکر کہا اس نے کہا ہے میں خدا کے مقدس کو ڈھا سکتا اور تین دن میں اسے بنا سکتا ہوں۔ اور سردار کاہن نے کھڑے ہو کر اس سے کہا تو جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہی دیتے ہیں؟ مگر یسوع خاموش رہا۔ سردار کاہن نے اس سے کہا میں تجھے زندہ خدا کی قسم دیتا ہوں اگر تو خدا کا بیٹا مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ یسوع نے اس سے کہا تو نے خود کہہ دیا بلکہ میں تم سے کہتا ہوں کہ اس کے بعد تم ابن آدم کو قادر مطلق کے دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھو گے۔ اس پر سردار کاہن نے یہ کہہ کر اپنے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے۔ اب ہم کو گواہی کی کیا حاجت رہی۔ دیکھو تم نے ابھی کفر سنا ہے تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا وہ قتل کے لائق ہے"۔

(متی باب ۲۶ آیات ۵۷ تا ۶۵)

مرقس میں لکھا ہے: "پھر وہ یسوع کو سردار کاہن کے پاس لے گیا اور سب سردار کاہن اور بزرگ اور فقیہہ اس کے ہاں جمع ہو گئے اور پطرس فاصلہ پر اس کے پیچھے پیچھے سردار کاہن کے دیوان خانہ تک گیا اور پیادوں کے ساتھ بیٹھ کر آگ تاپنے لگا۔ اور سردار کاہن اور سب صدر عدالت والے یسوع کو مار ڈالنے کے لئے اس کے خلاف گواہی ڈھونڈنے لگے مگر نہ پائی کیونکہ بہتیروں نے اس پر جھوٹی گواہیاں تو دیں لیکن ان کی گواہیاں متفق نہ تھیں اور پھر بعض نے اٹھ کر اس پر یہ جھوٹی گواہی دی کہ ہم نے اسے یہ کہتے سنا ہے کہ میں اس مقدس کو جو ہاتھ سے بنا ہے ڈھاؤں گا اور تین دن میں دوسرا بناؤں گا جو ہاتھ سے نہ بنا ہو۔ لیکن اس پر اس کی گواہی متفق نہ نکلی۔ اور پھر سردار کاہن نے بیچ میں کھڑے ہو کر یسوع سے پوچھا کہ تو کچھ جواب نہیں دیتا؟ یہ تیرے خلاف کیا گواہیاں دیتے ہیں؟ مگر وہ خاموش ہی رہا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ سردار کاہن نے اس سے پھر سوال کیا اور کہا کیا تو اس ستودہ کا بیٹا مسیح ہے؟ یسوع نے کہا ہاں میں ہوں۔ اور تم ابن آدم کو قادر مطلق کی دہنی طرف بیٹھے اور آسمان کے بادلوں کے ساتھ آتے دیکھو گے۔ سردار کاہن نے اپنے کپڑے پھاڑ کر کہا اب ہمیں گواہوں کی کیا حاجت رہی؟ تم نے یہ کفر سنا تمہاری کیا رائے ہے؟ ان سب نے فتویٰ دیا کہ وہ قتل کے لائق ہے"۔ (مرقس باب ۱۴ آیات ۵۳ تا ۶۴)

لوقا کی انجیل میں لکھا ہے: "جب دن ہوا تو سردار کاہن اور فقیہہ یعنی قوم کے بزرگوں کی مجلس جمع ہوئی اور انہوں نے اپنی صدر عدالت میں لے جا کر کہا اگر تو مسیح ہے تو ہم سے کہہ دے۔ اس نے ان سے کہا اگر میں تم سے کہوں تو یقین نہ کرو گے۔ اور اگر پوچھوں تو جواب نہ دو گے لیکن اب سے ابن آدم قادر مطلق خدا کی دہنی طرف بیٹھا رہے گا۔ اس پر ان سب نے کہا پس کیا تو خدا کا بیٹا ہے؟ اس نے ان سے کہا تم خود کہتے ہو کیونکہ میں ہوں۔ انہوں نے کہا اب ہمیں گواہی کی کیا حاجت رہی؟ کیونکہ ہم نے خود اسی کے منہ سے سن لیا ہے"۔

(لوقا باب ۲۲ آیات ۶۶ تا ۷۱)

یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے: "پھر سردار کاہن نے یسوع سے اس کے شاگردوں اور اس کی تعلیم کی بابت پوچھا۔ یسوع نے اسے جواب دیا کہ میں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں۔ میں ہمیشہ عبادت خانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہودی جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے۔ سننے والوں سے پوچھ کہ میں نے ان سے کیا کہا۔ دیکھ ان کو معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا کہا"۔ (یوحنا باب ۱۸ آیات ۱۹ تا ۲۱)

☆......پادری صاحب چاروں اناجیل کے ان حوالوں کو غور سے پڑھئے اور دیکھئے کہ کس طرح یہ عیسائیت کے موجودہ عقائد کے خلاف دستاویزی ثبوت مہیا کر رہے ہیں۔

آخری حوالے میں لکھا ہے کہ یسوع نے کہا کہ میں نے دنیا سے علانیہ باتیں کی ہیں اور ہمیشہ عبادتخانوں اور ہیکل میں جہاں سب یہود جمع ہوتے ہیں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا۔ تو مجھ سے کیوں پوچھتا ہے۔ سننے والوں سے پوچھ۔ دیکھ ان کو معلوم ہے کہ میں نے کیا کیا کہا۔ اور پہلی تین اناجیل میں صاف لکھا ہے کہ یسوع پر کفر کے ثبوت کے لئے گواہ پر گواہ لائے گئے۔ جھوٹی گواہیاں مہیا کی گئیں مگر کوئی گواہی قائم نہ رہ سکی۔ بالآخر یسوع کے ایک مبہم فقرہ پر سردار کاہن نے کپڑے پھاڑے کہ اس نے کفر بکا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر یسوع کا یہ دعویٰ سچا تھا کہ انہوں نے اعلانیہ تعلیم دی ہے اور عبادتخانوں اور ہیکل میں یہودیوں کی موجودگی میں تعلیم دی اور پوشیدہ کچھ نہیں کہا اور اس تعلیم میں یسوع نے عیسائیت کے موجودہ عقائد کی تعلیم دی تھی یعنی تثلیث کی تعلیم دی، یہودی شریعت کی منسوخی کا دعویٰ کیا، نجات کے متعلق یہودی عقائد کی بجائے کفارہ کی تعلیم پیش کی، اپنے آپ کو خدا کے طور پر پیش کیا، یہودی قوم کے چنندہ قوم ہونے کی بجائے اپنے مشن کو سب قوموں اور ملکوں کے لئے یکساں بتایا، سبت کے احکام کو منسوخ قرار دیا اور سب باتیں علانیہ کہیں، تو یہ سب باتیں چونکہ یہودی سردار کاہنوں اور فقیہوں کے نقطہ نظر سے کفر ہیں بلکہ کفر بواح ہیں اس لئے صدر عدالت کے سامنے یسوع کو کافر ثابت کرنے کے لئے سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں سچے گواہ کھڑے کئے جا سکتے تھے۔ کیا ضرورت تھی کہ ایک سے ایک جھوٹا گواہ پیش کیا جائے اور پھر ان کی گواہی متفق نہ نکلے۔

☆......اب لازماً اس کے دو ہی نتیجے نکلتے ہیں یا تو یسوع نے ان عقائد کی علی الاعلان کوئی تعلیم نہیں دی۔ اگر یہ بات درست ہے تو یسوع پر یہ پیشگوئی چسپاں نہیں ہوتی کیونکہ اس پیشگوئی میں آنے والے مثیل موسیٰ کی علامت یہ بتائی گئی ہے کہ جو اسے حکم دیا جائے گا وہ بنی اسرائیل سے کہے گا۔

یا دوسرا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یسوع نے جو تعلیم علانیہ طور پر سب یہودیوں کو دی وہ ان عقائد پر ہرگز مشتمل نہیں تھی جو (تثلیث، کفارہ، الوہیت مسیح، نسخ شریعت موسوی وغیرہ) آج کے عیسائی یسوع کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

خطبہ جمعہ

نماز قائم کرنے کے جو مختلف مراحل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اپنے ساتھیوں کی نماز بھی کھڑی کرو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۴؍اکتوبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۲۴؍اخاء ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

﴿اُتلُ ماۤ اُوحيَ اِليكَ منَ الكتٰبِ و َاَقمِ الصّلوٰة َ. اِنّ الصّلوٰةَ تَنهيٰ عنِ الفَحشآءِ وَالمُنكَرِ. وَلَذِكرُاللهِ اكبَرُ. وَ اللهُ يعلمُ ما تَصنَعونَ﴾ (سورہ العنکبوت آیت ۴۶)۔

گزشتہ دو خطبوں میں میں نے نماز کی طرف جماعت کو توجہ دلائی تھی، نماز باجماعت کی طرف، خصوصیت کے ساتھ ان نمازوں کی طرف جو کاموں کے درمیان پڑتی ہوں جن کی خاص طور پر حفاظت کا قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اس سلسلے میں آج یہ تیسرا خطبہ ہے اور اس کو بھی میں نماز ہی کی اہمیت سے متعلق وقف رکھوں گا۔ پھر انشاء اللہ آئندہ جو خطبہ آنے والا ہے اس میں تحریک جدید کا نیا سال شروع ہونا ہے اس کا ذکر ہوگا۔ پھر دوسرے امور بہت سے ہیں جو اپنی توجہ کھینچتے ہیں۔ ضمناً کبھی کبھی نماز کا ذکر آئندہ خطبوں میں بھی چلتا رہے گا کیونکہ یہ بہت اہم مضمون ہے۔ انسانی زندگی کی جان ہے نماز، انسان کو پیدا کرنے کے مقاصد میں سے اول مقصد یہ ہے۔

جس آیت کی آج میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے یہ سورۃ العنکبوت کی چھیالیسویں آیت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اُتلُ ماۤ اُوحيَ اِليكَ منَ الكتٰبِ و َاَقمِ الصّلوٰة َ﴾ کہ جو کچھ تجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا جا رہا ہے کتاب میں سے، اس کی تلاوت کر "و اقم الصلوٰة" اور نماز کو قائم کر۔ گویا جو کچھ بھی کتاب میں وحی کیا جا رہا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "اقم الصلوٰة" باقی ساری باتیں ضمنی اور نسبتاً ثانوی حیثیت رکھتی ہیں۔ "اِنّ الصّلوٰةَ تَنهيٰ عنِ الفَحشآءِ وَالمُنكَرِ" یقیناً نماز فحشاء سے منع کرتی ہے اور منکر سے منع کرتی ہے۔ "وَلَذِكرُالله اكبر" اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے" والله يعلم ماتصنعون" اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہاں قرآن کریم نے دو باتیں ایسی بیان فرمائی ہیں جن کو ہم نماز کی نشانی کے طور پر بھی لے سکتے ہیں۔ بسا اوقات انسان کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ میری نمازیں مقبول ہوئی ہیں کہ نہیں۔ اس کا آسان حل اس آیت نے تجویز فرما دیا ہے۔ نماز میں تو یہ خوبی ہے کہ وہ فحشاء اور منکر سے روکتی ہے۔ اگر نمازیں پڑھنے کے بعد تم پھر فحشاء اور منکر میں مبتلا ہو جاؤ تو ثابت ہوا کہ تم نے نماز نہیں پڑھی کچھ اور پڑھا ہے۔ یہ ایک ایسا رابطہ قرآن کریم نے ان دو چیزوں کا قائم فرمایا ہے کہ اس پر جتنا بھی غور کریں، اور مزید عارفانہ مضامین آپ کو سمجھ آنے لگیں گے۔ چند باتیں اس سلسلے میں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ فحشاء ہر اس بدی کو کہا جا سکتا ہے جو وبا کی حیثیت رکھتی ہو اور جو پھیلنے والی ہو۔ فحشاء کا ایک معنی ہر قسم کی بے حیائی بھی لیا گیا ہے اور قرآن کریم نے اس لفظ کو مختلف معنوں میں استعمال کیا ہے۔ لیکن جہاں تک میں نے غور کیا ہے لفظ فحشاء میں اس بدی کا ذکر ملتا ہے جو کھل جائے، جو سوسائٹی کا حصہ بن جائے، جو اور لوگوں کے دل بھی بڑھائے کہ وہ اس بدی میں مبتلا ہوں اور نزلہ زکام اور ایسی وباؤں کی طرح اگر ایک دفعہ سوسائٹی میں پھیلیں تو پھر پھیلتی چلی جائیں۔ ہر وہ بدی جو یہ مزاج رکھتی ہو اس کو فحشاء کہا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ بڑی ہو خواہ وہ چھوٹی ہو۔

تو سب سے پہلی بات **نماز کی قبولیت کی نشانی یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ نماز تمہارے اندر کوئی ایسی بدی باقی نہیں رہنے دے گی جس کا نقصان دوسروں کو پہنچ سکے** اور مسلم کی تعریف بھی تو یہی ہے اور مومن کی تعریف بھی تو یہی ہے۔ مسلم وہ ہے جو دوسرے کو امن دے، جو دوسروں کو سلامتی پہنچائے اور مومن وہ ہے جو دوسروں کو امن دے۔ تو اگر کسی ذات سے گناہ کی وبائیں پھیلتی ہوں، اس کے عمل سے دوسروں کو بری باتوں کی جرأت ہوتی ہو تو یہ بات اس کے مومن ہونے کے بھی خلاف ہے، اس کے مسلم ہونے کے بھی خلاف ہے۔ تو نماز کی ایسی نشانی جس کو ہر انسان پہچان سکتا ہے وہ یہ ہے ورنہ لوگ وہموں میں مبتلا رہتے ہیں کہ تمہاری نمازوں کی کیا آواز ہے؟ وہ کیا فتویٰ دے رہی ہیں؟۔ اور یہ سادہ سی پہچان روزمرہ کی زندگی میں انسان میں پائی جاتی ہے۔ ہزارہا ایسی برائیاں ہیں جن میں انسان مبتلا ہوتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ برائیاں آگے دوسروں کو لگنے والی ہیں اور اس میں جو احتیاط برتی جائے اس میں اور منافقت میں ایک فرق ہے۔ منافقت ایسی بدی کو چھپانا ہے جس کے نتیجے میں انسان دنیا میں نیک مشہور ہو، دنیا کو بدی سے بچانا مقصود نہیں ہے۔ منافقت اس کوشش کو کہتے ہیں جس کے نتیجے میں انسان کے دعووں پر پردہ پڑا رہے، ان دعووں سے وہ بے نیاز ہو یعنی مطلب یہ ہے کہ ان کی موجودگی اسے تکلیف نہ پہنچائے اور صرف اس لئے پردہ ڈالے کہ وہ داغ ظاہر ہو کر جو اس کا ایک تاثر معاشرے میں پیدا کرتے ہیں اس کے بالکل برعکس تاثر پیدا ہو۔ فحشاء بالکل اور چیز ہے۔ فحشاء انسان کی ایسی بیماریاں ہیں جن کے خلاف وہ جدوجہد کرتا ہے۔ اس کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ بیماریاں اس سے ہٹ جائیں لیکن جب تک نہیں ہٹتیں وہ اس غرض سے انہیں چھپاتا ہے کہ میری اولاد، میری بیوی، میرے بچے انہی بیماریوں میں مبتلا نہ ہو جائیں۔ پس یہ فرق ہے فحشاء اور منافقت کے مضمون میں۔ پس ہر انسان اپنی ذات کو اپنی ذات ہی سے پہچان سکتا ہے کہ اس کی عادتیں اسے فحشاء کا مرتکب تو قرار نہیں دے رہیں۔ ایک انسان جب جھوٹ بولتا ہے تو کئی دفعہ چھپا کے بولتا ہے، کئی دفعہ کھلے اظہار کے طور پر بات کرتا ہے۔ اب یہ ایک ایسی مثال ہے جو ان دونوں چیزوں میں فرق کر دے گی۔ ایک انسان جھوٹ بولتا ہے کسی دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے، یہ اپنی ذات میں ایک گناہ ہے لیکن وہ سمجھتا ہے کہ اس کو پتہ نہیں چلا اس لئے وہ جھوٹ بولنا فحشاء نہیں ہے وہ ایک اثم ہے، ایک ذنب ہے، ایک گناہ ہے۔ مگر اس جھوٹ بولنے کو فحشاء نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب وہ جھوٹ بول کر کسی کو دھوکہ دیتا ہے تو مقصد یہ ہے کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ تو جھوٹ کا اثر فحشاء نہیں ہوگا۔ لیکن جب وہ گھر میں آ کے بتاتا ہے اپنے بیوی بچوں کو اور مزے لے لے کر بتاتا ہے یا اپنے دوستوں کو سوسائٹی میں مزے لے لے کے بتاتا ہے کہ اس طرح میں نے اس کو پاگل بنایا، اس طرح میں نے اس کو بے وقوف بنایا اور دیکھو میں کیسا چالاک ہوں میں کس طرح لوگوں کو دھوکے دے کر کیسے کیسے عارضی یا دنیاوی فائدے حاصل کر لیتا ہوں، یہ فحشاء ہے۔ اگر کسی نے غلطی سے مجبوراً جھوٹ بولا ہو، ویسے تو جھوٹ کے لئے کوئی قابل قبول مجبوری نہیں ہے، اور اسے دکھ محسوس ہوا ہو تو وہ اور قسم کا جھوٹ ہے، بالارادہ دھوکہ دینا یہ ایک اور قسم کا جھوٹ ہے۔ دونوں فحشاء نہیں ہیں۔ مگر جب دوسرے جھوٹ کا ذکر کر کے، جو بالارادہ دھوکہ دینے کے نتیجے میں بولا جاتا ہے، انسان اپنی بڑائی لوگوں میں بتاتا ہے تو یہ فحشاء ہے۔ اور جو پہلی قسم کا جھوٹ ہے جو اس نے مجبوراً بول دیا ہو اس پہ تو وہ خود پچھتاتا ہے اس پہ فخر کیسے محسوس کر سکتا ہے، وہ فحشاء بن ہی نہیں سکتا۔ اس کے متعلق وہ لوگوں کو بتاتا نہیں پھرے گا کہ دیکھو میں ایسا گندہ آدمی ہوں کہ میں نے فلاں مصیبت کے وقت جھوٹ بول دیا۔ پس گناہوں کی تفریق کرنے کی عادت ڈالیں۔ ہر گناہ کا جو محرک ہے اس کو پہچاننے کی کوشش کریں اور یہ سفر اپنی ذات کا سفر ہے۔ اپنی ذات کے سفر کے بغیر آپ کو خود اپنا چہرہ بھی صحیح دکھائی نہیں دے سکتا اور اپنی ذات کے سفر کے بغیر یہ باتیں معلوم نہیں ہو سکتیں جو قرآن کریم نے یہاں بیان فرمائیں کہ ﴿اِنّ الصّلوٰةَ تَنهيٰ عنِ الفَحشآءِ وَالمُنكَرِ﴾ تم کس حد تک فحشاء سے بچ سکے ہو۔ اور جیسا کہ میں نے ایک مثال جھوٹ کی دی ہے ویسی ہی بکثرت دوسری مثالیں دی جا سکتی ہیں جن میں انسان فحشاء میں مبتلا ہوتے ہوئے بھی جانتا نہیں کہ میں مبتلا ہوں۔ لیکن اگر اس نے نمازیں پہچانی ہیں کہ میری نمازیں کیا ہیں تو پھر اسے غور کرنا ہوگا اور جب وہ غور کرے گا تو اس کا اپنا چہرہ جو اس کے اپنے آئینے میں دکھائی دے رہا ہے اسے بتائے گا کہ تم نمازیں نہیں پڑھ رہے تھے کچھ اور کر رہے تھے۔

دوسرا پہلو اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ فحشاء میں مبتلا لوگوں کی نماز کی طرف توجہ ہو ہی نہیں سکتی۔
نماز میں قیام ضروری ہے اور **جو لوگ فحشاء میں مبتلا ہوں ان کے لئے نماز کا قیام بڑا مشکل کام ہے کیونکہ فحشاء ان کو اپنی طرف کھینچے گی اور باربار ان کی نماز کو گرا دے گی۔** پس یہ دوسری
مصیبت ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ اگر تم نے نماز پڑھنی ہے تو نماز اور فحشاء
کا ٹکراؤ ہے۔ قیام نماز کے لئے ضروری ہے کہ تم فحشاء سے باز آجاؤ۔ اگر نہیں آؤ گے تو عمر بھر کی نمازیں
رائیگاں جائیں گی، ان کا کچھ بھی فائدہ تمہیں نہیں پہنچے گا۔

"والمنکر" منکر ناپسندیدہ باتوں کو کہتے ہیں جنہیں عام معاشرہ بھی ناپسندیدہ سمجھتا ہے تو محض فحشاء
سے بچ جانا کافی نہیں۔ منکر جو اس کے مقابل پر نسبتاً ادنیٰ درجے کی احتیاط ہے یعنی جس کو بری باتیں عرف
عام میں کہا جاسکتا ہے، ان سے بچنا۔ ان سے بھی نماز روکتی ہے۔ یعنی نماز کے بعد ایک نمازی کے اندر ایک
وقار پیدا ہونا چاہئے۔ اگر وہ نماز مقبول ہوئی ہے تو اس کی عادات واطوار میں، اس کے رہن سہن میں ایک وقار
پیدا ہو جائے گا جو قرب الٰہی کے نتیجے میں پیدا ہونا لازم ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ کی سوسائٹی اچھی ہو
اور اس سوسائٹی کو آپ اچھا سمجھتے بھی ہوں اور پھر آپ میں اس سوسائٹی کی خوبو نہ پائی جائے۔ جن لوگوں
میں انسان چلتا پھرتا ہے ان کے رنگ بھی اختیار کرتا ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے کہ گُل کی مٹی میں بھی گُل
کی خوشبو آجاتی ہے اور یہ گُل کی تاثیر ہے تو نماز کی تاثیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ نماز تو تمہیں خدا کے قریب
کرنے کے لئے ہے۔ اگر نماز قائم ہو گئی ہو اور تم خدا کے قریب ہو رہے ہو تو ہر وہ حرکت جو وقار کے منافی
ہے اور خدا کی عظمت اور شان کے منافی ہے اس حرکت کو نماز تم سے دور کرتی چلی جائے گی۔ یہ ایسی پہچان
نہیں ہے جس کے لئے بہت بڑے عارفانہ غور کی ضرورت ہو۔ یہ ایسی پہچان ہے جس کو آپ خود روزمرہ
جان سکتے ہیں۔ نماز کے لئے نکلے اور بیہودہ حرکتیں اور فضول باتیں شروع کر دیں۔ آپ کو پتہ نہیں لگ سکتا
کہ میں بیہودہ حرکتیں کر رہا ہوں اور فضول باتیں کر رہا ہوں۔ اور اس وقت کی پڑھی ہوئی نماز آپ کو اپنے سے
دور کردے گی۔ یعنی بظاہر آپ نماز کا قیام کر رہے ہونگے مگر نماز گرانے والے بنیں گے۔ اور یہ میں نے پہلے
بھی عرض کیا تھا کہ نماز کو قائم کرنے والے ہی وہ لوگ ہیں جن کو نماز قائم کرتی ہے۔ نماز کو گرانے والے ہی
وہ لوگ ہیں جن کو خود نماز گراتی ہے۔ پس یہ ایسا ردعمل ہے جو طبعی طور پر خود بخود ظاہر ہو رہا ہے۔

"ولذِکرُاللہِ اکبر" اور ان سب باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔ اگر نماز
قائم ہو تو وہ ذکراللہ سے بھر جائے گی۔ **اگر نماز قائم ہو تو ذکراللہ سے صرف نماز ہی نہیں بھرے گی بلکہ ایسے شخص کے دن رات ذکر الٰہی سے بھر جائیں گے۔** یہاں تک کہ اس کو کسی دوسری چیز کی فرصت نصیب
نہیں ہو گی۔ "واللہ یعلمُ ما تصنعون" اور یاد رکھو کہ اللہ خوب جانتا ہے جو تم کام کرتے ہو۔ یعنی اکثر
اپنے اعمال سے انسان غافل رہتا ہے مگر خدا تعالیٰ کے علم میں ہے۔ یہ سورہ العنکبوت سے چھیالیسویں آیت
تھی جس کا میں نے ترجمہ اور مختصر تشریح کی ہے۔ اب میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعض
ارشادات نماز ہی کے متعلق آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

یہ حدیث ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ باب قیام اللیل سے لی گئی
ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس شخص پر جو رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنی بیوی کو
اٹھائے۔ اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے تاکہ وہ اٹھ کھڑی ہو۔ اسی طرح اللہ
تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس کی بیوی رات کو اٹھے، نماز پڑھے اور اپنے میاں کو جگائے۔ اگر اس نے
اٹھنے میں پس وپیش کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑکے تاکہ وہ اٹھ کھڑا ہو۔

اب ان سادہ سے الفاظ میں بعض باتیں مضمر ہیں جن کو کھولنا ضروری ہے۔ پہلی بات آنحضرت
ﷺ نے فرمائی ہے کہ 'نماز پڑھے اور پھر اٹھائے' جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے تہجد ادا کرے جس کے لئے
ضروری نہیں کہ اس کا ساتھی بھی اٹھایا جائے۔ اور اگر وہ اپنے ساتھی کو تہجد کے لئے اس لئے نہ اٹھائے کہ
اس کی خواہش نہیں ہے تو یہ عین مناسب ہے۔ لازماً، زبردستی نوافل کے لئے کسی کو اٹھانا یہ درست نہیں
ہے۔ پس دیکھیں کیسے خوبصورت الفاظ ہیں کہ اٹھے، نماز پڑھے اور پھر اپنے ساتھی کو اٹھائے۔ وہ فرض نماز
ہے جس کے لئے اٹھایا جا رہا ہے۔

اور فرمایا، 'اگر وہ اٹھنے میں پس وپیش کرے تو اس کے منہ پر پانی چھڑکے'۔ یہ پانی چھڑکنے کا مضمون
بتا رہا ہے کہ وہ مرد یا وہ عورت جن کا ذکر چل رہا ہے ان دونوں کی نیت نماز کی ہے۔ وہ ارادۃً نماز چھوڑنے
والے نہیں ہیں۔ اس لئے پانی چھڑکنا ان پر زبردستی نہیں حالانکہ وہ بالغ ہیں، جوان ہیں، اپنے اعمال کے ذمہ
دار ہیں۔ پانی چھڑکنا بتا رہا ہے کہ انہوں نے درخواست کر رکھی ہے کہ اگر ہم سے نہ اٹھا جائے تو پانی چھڑکنا۔
اگر یہ مضمون اس میں مضمر نہ ہوتا تو نماز کے وقت تو دنگا فساد برپا ہو جاتا۔ کوئی عورت نیک بی بی کسی بدبخت
خاوند کے منہ پر روزانہ چھینٹے مار کے اس کو اٹھائے جس کا نماز میں دل ہی نہیں، جس کی نیت ہی نہیں ہے وہ تو
آگے سے جوتی لے کر پڑے گا۔ تو یہ کلام خود بولتا ہے کہ میں نبی کا کلام ہوں اس لئے روایات میں راوی سے
بہت زیادہ اہمیت مضمون کو دینی چاہئے۔ آنحضرت ﷺ کے منہ کی باتیں خود بولتی ہیں کہ میں محمد رسول اللہ
کا کلام ہوں۔ ان باتوں میں جب بھی کسی غیر بات کی آمیزش ہو وہ خود بول پڑتی ہے کہ میں اس رسول کا کلام
نہیں ہو سکتی۔ پس بسااوقات اچھے راویوں سے بعض روایتیں ہیں جن میں الفاظ بدلنے کے نتیجے میں کچھ ایسی
کمزوریاں دکھائی دیتی ہیں کہ معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ کلام، اتنا حصہ کم سے کم، آنحضرت ﷺ کا کلام نہیں
تھا۔ چنانچہ بہت سے راوی ایسے بھی ہیں جو احتیاط برتتے ہیں، کہتے ہیں جہاں تک مجھے یاد ہے یہ الفاظ تھے۔
جہاں تک میں نے سوچا ہے مجھے یہ لگتا ہے مگر ضروری نہیں، ہو سکتا ہے آنحضورؐ کے الفاظ کچھ اس سے
مختلف ہوں۔ اس وجہ سے اختلاف روایت کی ہمیں سمجھ آجاتی ہے۔

تو اس پر آپ غور کرلیں کہ جو پانی کے چھینٹے دئے جا رہے ہیں یہ بتا رہے ہیں کہ دونوں میاں بیوی
بنیادی طور پر نیک ہیں، چاہتے ہیں کہ ان کو اٹھایا جائے اور نیند کی غفلت حائل ہو جاتی ہے اور دونوں کے
درجے الگ الگ ہیں۔ ایک تہجد گزار ہے اور دوسرا عام نمازی ہے اس کا Behaviour، اس کا سلوک ایک
عام نمازی جیسا ہے۔ **تو نماز قائم کرنے کے جو مختلف مراحل ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اپنے ساتھیوں کی نماز بھی کھڑی کرو** اور اس نماز کو کھڑا کرنے میں زبردستی نہیں ہے مگر ماحول کو اس طریق پر خطرات
سے بچایا جاسکتا ہے۔ جب ایک بیوی خاوند کی نماز میں مددگار بن جائے، خاوند بیوی کی نماز میں مددگار بن
جائے تو ظاہر بات ہے کہ ان لوگوں کی اولاد پر اس کا نیک اثر پڑے گا اور نماز سارے ماحول میں قائم ہو گی۔

ایک دوسری حدیث مسلم کتاب الایمان، باب بیان الطلاق سے لی گئی ہے۔ حضرت جابرؓ
روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ نماز کو چھوڑنا انسان کو شرک اور کفر
کے قریب کر دیتا ہے۔ یہ مضمون میں نے پچھلی دفعہ بھی بیان کیا تھا کہ نماز کو چھوڑنے والا شرک کی وجہ سے
نماز کو چھوڑتا ہے اور بسااوقات اسے معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ نماز اپنی ذات میں ایک ایسا اعلیٰ درجے کا
روحانی مائدہ ہے جس میں لذت ہے اور اگر اس کے برعکس کوئی اور مائدہ زیادہ لذت والا نظر آئے تب انسان
اس مائدہ کو یعنی اس دسترخوان کو چھوڑنے گا۔ تو شرک کا مضمون تو پہلے ہی موجود ہے۔ نماز چھوڑ کر شرک
میں مبتلا نہیں ہوتا، نماز اس لئے چھوڑتا ہے کہ مشرک ہے یعنی خدا تعالیٰ کے قرب کے مقابل پر غیر اللہ
کے قرب کو زیادہ اہمیت دیتا ہے۔

اس مضمون پر جب علماء غور کرتے ہیں تو انہوں نے شرک کی مختلف قسمیں بنا رکھی ہیں۔ بعض کو
کہتے ہیں شرک جلی اور بعض قسموں کو کہتے ہیں شرک خفی۔ جلی وہ ہے جو انسان کھلم کھلا شرک کرتا ہے۔ خدا
کے سوا معبود ہیں، بتوں کی پرستش، چاند سورج کو خدا سمجھنا جیسا کہ آج کل بھی بہت سے مذاہب میں یہ
باتیں پائی جاتی ہیں یعنی انسان کو خدا کا شریک بنالینا، قبروں کی پوجا کرنا یہ سب شرک جلی ہیں۔ شرک خفی یہ
مضامین ہیں جو میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں کہ انسان کو جو خود شرک میں مبتلا ہے اس کو بھی نہیں پتہ
چلتا کہ وہ شرک کر رہا ہے اس کو شرک خفی کہتے ہیں، جو چھپ گیا۔ پس ہر قسم کے شرک کو چھوڑنا ضروری
ہے خواہ وہ ظاہر ہو، خواہ وہ چھپا ہوا ہو۔ کیونکہ شرک کے ساتھ انسان کی روحانی زندگی بالکل تباہ ہو جاتی ہے،
نہ وہ اس دنیا کے قابل رہتا ہے نہ آخرت کے قابل رہتا ہے۔ حضرت جابرؓ نے مختصر حدیث بیان فرمائی دو چار
لفظوں کے اندر لیکن بہت گہری حقیقت سے ہمیں روشناس کرادیا۔

اب میں ایک اور حدیث بخاری کی کتاب الجہاد سے پیش کرتا ہوں جو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے
روایت کی۔ کہتے ہیں میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا، کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپؐ نے
فرمایا وقت پر نماز پڑھنا۔ یعنی نماز کے لئے جو وقت مقرر ہے اس محل، اس وقت کے اوپر نماز پڑھنا خدا تعالیٰ

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

کو پسند ہے۔ 'میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد؟ آپؐ نے فرمایا ماں باپ سے نیک سلوک کرنا'۔ پہلے خدا کا حق ہے پھر ماں باپ کا حق ہے اور خدا کے حق سے اگر ماں باپ کا حق بظاہر مجروح ہوتا ہو تو خدا کا حق ادا کرنا لازم ہے۔ ماں باپ سے باوجود اس کے کہ بے انتہا نیکی کی تعلیم دی گئی ہے اس وقت روگردانی کرنا اس لئے کہ اللہ کا حق اپنی طرف بلا رہا ہے یہ گناہ نہیں ہے بلکہ نیکی ہے۔ فرمایا نماز وقت پر ادا کرنا، ماں باپ سے نیک سلوک کرنا۔ پھر میں نے عرض کیا اس کے بعد کون سا؟ آپؐ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرنا یعنی خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے پوری پوری کوشش کرنا۔

مسلم کتاب الطھارۃ میں نماز سے متعلق ایک حدیث ان الفاظ میں درج ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتاؤں جس سے اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور درجات بلند کرتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ضرور بتایئے۔ آپؐ نے فرمایا (سردی وغیرہ کی وجہ سے مثلاً) 'دل نہ چاہنے کے باوجود خوب اچھی طرح وضو کرنا'۔ یہ جو دل نہ چاہنا ہے اس میں سردی کا مضمون بھی داخل ہے اور بھی بہت سے مضامین داخل ہیں۔ کئی لوگوں کو سستی ہوتی ہے، کئی دفعہ زیادہ گرم پانی سے وضو کرنا پڑتا ہے جیسا کہ پرانے زمانے میں فریج وغیرہ نہیں ہوا کرتے تھے تو باہر گرم ٹوٹیوں سے بعض دفعہ وضو کرنا پڑتا تھا تو کافی گرم پانی ہوتا تھا اور بعض دفعہ سردیوں میں بے انتہا ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ تو ایسی حالت میں وضو کرنا جب کہ طبیعت پر گراں گزرے۔ اگر طبیعت پر گراں نہ گزرے تو انسان وضو کرتا ہی ہے وہ بھی ایک نیکی ہے۔ مگر وہ نیکی جو اللہ تعالیٰ کو بطور خاص پسند ہے وہ یہ ہے کہ اللہ کی خاطر اپنی ناپسندیدہ باتیں اختیار کر لینا جو خدا کے ہاں پسندیدہ ہیں۔ اور 'مسجد میں دور سے چل کر آنا'۔ اب یہ مطلب تو نہیں کہ آدمی مسجد سے باہر جائے اور دور جا کر پھر واپس آئے۔ اس لئے کہ آنحضرت ﷺ کا گھر تو مسجد کے ساتھ تھا اور نزدیک سے آتے تھے مگر اگر بہت دور بھی ہوتا تب بھی آنا ہی تھا۔ تو اس لئے رجحان کی بات ہو رہی ہے۔ دور سے چل کر آنا، یعنی وہ شخص جس کو نماز اتنی پیاری ہو کہ اگر دور سے بھی آنا پڑے تو وہ نماز کے لئے حاضر ہو جائے گا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا، اب ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا یہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی۔ پس وہ جو دور سے آنے کا مفہوم میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں وہ اس دوسری بات نے کھول دیا ہے۔ دل اٹکا ہوا ہے جہاں بھی کہیں ہوگا انسان واپس وہیں پہنچے گا، یہ بھی ایک قسم کا رباط ہے، یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنا اور یہ بات آپؐ نے یعنی آنحضرت ﷺ نے دو دفعہ دہرائی۔

رباط کیا ہوتا ہے؟ آپ میں سے اکثر کو تو علم ہونا چاہئے رباط کے متعلق میں پہلے بھی کئی خطبوں میں ذکر کر چکا ہوں۔ اب میں دہراتا ہوں تاکہ رباط کا مضمون اچھی طرح سمجھ آجائے۔ قرآن کریم نے مومنوں کی جماعت کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ سرحد پر گھوڑے باندھتے ہیں۔ سرحد پر گھوڑے اس لئے باندھے جاتے ہیں تاکہ دشمن کو سرحد میں داخل ہونے سے پہلے مار بھگایا جائے اور لڑائی دشمن کی سرزمین میں ہو اپنی سرزمین میں نہ ہو۔ کیونکہ سرحد پر بندھے ہوئے گھوڑے دور سے آتے ہوئے دشمن کو دیکھ لیتے ہیں اور ان کی طرف لپکتے ہیں، انتظار نہیں کرتے کہ وہ اپنی سرحد میں داخل ہو جائیں۔ یہ وہ دفاع کی ایک تکنیک، ایک دفاع کی ایسی حکمت عملی ہے جسے آج بھی نئی دنیا استعمال کر رہی ہے۔ تمام امریکن اور روسی اور اسی طرح دوسری بڑی طاقتوں کے جو دفاعی نظام ہیں ان میں دشمن پر نگاہ رکھنا کہ وہ ہماری سرحد کے قریب تو نہیں آرہا یعنی ایسی حرکتیں تو نہیں کر رہا کہ جس کے نتیجے میں ہم پر حملہ ہو سکتا ہو اس صورت میں جب وہ ان کا نظام پہچان لیتا ہے کہ دشمن قریب آرہا ہے تو پھر یہ انتظار نہیں کیا کرتے کہ وہ داخل ہو جائے پھر ہمیشہ اسے باہر نکل کر دوسری سرزمین میں پکڑتے ہیں اور وہیں Destroy کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ جو لیزر کا نیا نظام بنا ہے یہ بھی اسی اصول کے تابع بنا ہے۔ مگر قرآن کریم میں اور آنحضرت ﷺ کے بیانات میں یہ ساری حکمتیں موجود ہیں۔ کوئی ایسی نئی ایجاد نہیں ہو سکتی جس کی بنیاد قرآن میں یا حدیث میں نہ ہو۔ پس دفاعی نظام کا ذکر فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ یہ بھی ایک قسم کا رباط ہے یعنی سرحد پر چھاؤنی قائم کرنا۔ جس شخص کا دل نماز

جس شخص کا دل نماز میں اٹکا ہو اس پر فحشاء اور منکر حملہ کر ہی نہیں سکتے۔ جہاں بھی کوئی چیز اس کے اٹکے ہوئے دل کو اپنی طرف کھینچے گی وہ متنبہ ہو جائے گا۔ پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے نماز کے مضمون کو اس باریکی سے ہم پر کھولا ہے کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ کوئی دنیا کا کوئی رسول پیش کر کے دکھائے، ناممکن ہے کہ ان باتوں کا عشر عشیر بھی کسی اور رسول کی طرف کوئی انسان منسوب کر سکے خواہ کیسا ہی اس کا شیدائی کیوں نہ ہو۔ عبادت الٰہی جو انسانی روحانی زندگی کا مرکز ہے اس سے متعلق بہت کم باتیں ملتی ہیں اور ملتی ہیں تو نسبتاً سرسری۔ ہو سکتا ہے ان باتوں کو محفوظ ہی نہ کیا گیا ہو، لوگوں نے توجہ نہ کی ہو۔ مگر اب جو ہمیں تاریخ کے حوالے سے گزشتہ انبیاء کی باتیں ملتی ہیں ان میں تو لازماً عبادت الٰہی کے متعلق عشر عشیر تو کیا اس کا سوواں حصہ بھی مذکور نہیں ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے قرآن کے حوالے سے بیان فرمایا۔

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اور یہ حدیث بخاری کتاب الاذان سے لی گئی ہے۔ یعنی وہ لوگ جو مسجدوں میں آتے ہیں پہلے آکے بیٹھتے ہیں ان کے فضائل کا ذکر ہے۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم چند ہم عمر نوجوان آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ بڑی دلچسپ روایت اس لحاظ سے ہے کہ اس زمانے میں ہم عمر نوجوان ٹولے بنا بنا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور دوسری قسم کے ہم عمر، بڑے بھی آتے ہونگے۔ مگر اب جو میں نے غور کیا تو دیکھا کئی دفعہ ایک مجلس سے، ایک جماعت سے ملتے جلتے مزاج کے لوگ اکٹھے آجایا کرتے ہیں، یہاں ٹھہرتے ہیں۔ تو یہ بنیادی طور پر وہی نیکی ہے جو رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں رائج ہوئی تھی اور اس کی کچھ مثالیں ہم اب اپنی زندگی میں بھی دیکھ رہے ہیں۔ عرض کرتے ہیں، بیس دن ٹھہرے۔ آپؐ نہایت نرم دل اور مشفق تھے۔ جب آپؐ نے محسوس فرمایا کہ اب ہم اپنے گھر کو واپس جانا چاہتے ہیں تو آپؐ نے ہم سے دریافت فرمایا کہ تمہارے کون کون سے عزیز وطن میں ہیں۔ اب یہ بھی ایک عجیب اسلامی آداب کی تعلیم ہے۔ جو بڑی لطافت سے دی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ سے ان کو اجازت مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی اور وہ اجازت مانگنا ان کے دل پر گراں گزرتا ہوگا۔ مگر چونکہ انہوں نے اجازت نہیں مانگی اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس بات کو نظر انداز نہیں فرمایا کہ وہ تکلیف اٹھا رہے ہیں اور اب واپس جانے کی نیت ہوگی۔ تو یہ بات یوں بنتی ہے کہ آنحضرت ﷺ آنے والوں پر نظر رکھا کرتے تھے اور دیکھتے رہتے تھے کہ کب تک یہ شرح صدر کے ساتھ، خوشی کے ساتھ ٹھہر سکتا ہے اور کب کچھ تکلیف کے آثار نمایاں ہوتے ہیں۔ پس وہ

VELTEX INDUSTRIES INC.

.... the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

Muslim TV AHMADIYYA

SATELLITE WAREHOUSE

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat

We deal with systems available for all satellites in the world

Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,

Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available

We accept credit cards

Call for competitive prices

Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited

Unit 1A- Bridge Road, Camberley

Surrey GU15 2QR ENGLAND

Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خود محسوس فرمایا کہ اب ہم شاید وطن کو لوٹنا چاہتے ہیں تو آپ نے اور رنگ میں بات پوچھی۔ یہ نہیں کہا کہ تم واپس جانا چاہتے ہو۔ فرمایا کون کون سے عزیز وطن میں ہیں، پیچھے کن کو چھوڑ آئے ہو۔ ہم نے حضور کو بتایا تو آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے اہل و عیال کے پاس جاؤ۔

اب یہ اجازت کا انداز بھی کیسا لطیف ہے۔ حیرت انگیز ان کو ان کا بہانہ دکھا دیا جو ان کے لئے ایک وجہ جواز بنتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کے جانا ان کے لئے شرم کا موجب نہ رہا۔ کیونکہ خواہ مجبور بھی تھے مگر چھوڑ کر جانا ایک ان کے دل پر کوفت تھی۔ تو آپؐ نے ان کا جانا کتنا آسان فرما دیا۔ فرمایا ان کا بھی تو حق ہے جن کو پیچھے چھوڑ آئے ہو اس لئے واپس جاؤ اور یہ یہ باتیں جو تم نے مجھ سے سیکھی ہیں ان کو جا کے سکھاؤ۔ انہیں دینی احکام سکھاؤ اور انہیں ان پر عمل کرنے کے لئے کہو اور جس طرح تم نے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے اسی طرح نماز پڑھتے رہو۔ یہ حقیقی نماز ہے اس طرح نماز کا حق ادا کیا جاتا ہے۔ جب نماز کا وقت ہو تم میں سے کوئی اذان کہے اور جو تم میں سے بڑی عمر کا ہے وہ نماز پڑھائے۔ یہ جو لفظ بڑی عمر کا ہے اس نے مجھے متعجب کیا کیونکہ دوسری احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ خواہ چھوٹی عمر کا ہو جسے قرآن کریم زیادہ آتا ہو وہ نماز پڑھائے اور دوسرے یہ سارے ہم عمر ہی تھے۔ صاف راوی بیان کر رہا ہے کہ ہم ایک جیسی عمر کے تھے تو یہ حساب تو نہیں ہوگا کہ اس زمانے کی پیدائش کا حساب کریں کہ کون چند دن پہلے پیدا ہوا اور کون چند دن بعد پیدا ہوا لیکن ساتھ ہی میرا مسئلہ حل ہو گیا۔ راوی ابو قلابہؓ کہتے ہیں کہ مالک بن حویرثؓ نے مجھے یہ باتیں بتائی تھیں لیکن ان میں سے کئی باتیں بھول گیا ہوں۔ اب راوی کا تقویٰ ہمارے کام آ گیا۔ ان بھولی ہوئی باتوں میں یہ بھی تھی کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کا علم زیادہ رکھنے والے کو امام بننے کا اہل قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ چھوٹا بچہ بھی بعض بڑی عمر کے صحابہ کو نماز پڑھایا کرتا تھا کیونکہ اس کو قرآن کریم زیادہ آتا تھا۔ پس یہ حدیثوں کے صحیح ہونے اور ان کے الفاظ کی صحت کے متعلق راویوں کی احتیاط کرنے کا ایک نمونہ ہے۔ ہر وہ حدیث جو اعلیٰ درجے کے مضامین قرآن کی مطابقت کے ساتھ رکھتی ہے اس کے متعلق ہر گز شک کی ضرورت نہیں کہ کوئی راوی کمزور ہے یا نہیں۔ اور اگر مطابقت نہیں رکھتی تو کتنے ہی پکے راوی ہوں وہ حدیث وہاں مشکوک ہو جائے گی جہاں قرآن کے واضح احکامات سے منافی باتیں کر رہی ہو گی۔ اور یہ ایک حدیث ہے، جو غالباً مجھے وقت مل جائے گا، پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ اقتباس ہیں اگر ان کا وقت نہ بھی ملا تو آئندہ پھر کسی وقت ان اقتباسات کو میں دوبارہ آپ کے سامنے پیش کر دوں گا۔ اس سے نماز کا مضمون پھر تازہ ہو جائے گا اور ایک اور خطبہ اسی موضوع پر دینا ہو گا۔

بخاری کتاب الصلوٰۃ فضل صلوٰۃ الجماعۃ سے یہ روایت لی گئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا انسان کا جماعت سے نماز پڑھنا بازار یا گھر میں نماز پڑھنے سے بیس گنا سے بھی کچھ زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ اب اس حدیث کو میں نے اس حدیث کے بالکل ساتھ رکھ دیا ہے جس میں راوی نے اقرار کیا ہے کہ میں بھول گیا ہوں۔ یہاں راوی نے اقرار نہیں کیا لیکن یہ بیان دوسرے بیانات سے متضاد ہے۔ یعنی لفظ بیس گنا، اٹھائیس گنا، سو گنا، ہزار گنا، اتنے بکروں کی قربانی، اتنے جانوروں کی قربانی یہ سارے وہ مضامین ہیں جو بعد کے آنے والے راویوں کو اچھے لگا کرتے تھے اور وہ اپنی طرف سے بیچ میں باتیں ڈالا کرتے تھے۔ اس لئے اب میں کہہ سکتا ہوں کہ اپنی طرف سے ڈالتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تو تضاد ہی کوئی نہیں اور نماز باجماعت کو جہاں فرض ہوتی ہے وہاں فرض ہی قرار دیتے ہیں۔ ایک فرض کے گرنے سے ساری نمازیں گر جاتی ہیں۔ اس لئے نماز باجماعت کے مقابل پر ایسے لوگوں کو نہیں سمجھایا جا سکتا کہ ان کے اکیلے نماز پڑھنے سے باجماعت نماز زیادہ اہم ہے کیونکہ اگر وہ باجماعت پڑھ سکتے ہیں تو اکیلا نماز پڑھنا نماز ہی نہیں ہے۔ یہ اندرونی تضاد ہے جو آنحضرت ﷺ کے دوسرے ارشادات کی روشنی میں ہمیں دکھائی دینے لگتا ہے۔ بڑی قطعیت کے ساتھ دوسری حدیثیں ہیں جو بتا رہی ہیں کہ **جہاں نماز باجماعت قائم کی جا سکتی ہو وہاں اکیلی نماز ہوتی ہی نہیں سوائے اس کے کہ کوئی مجبوری حائل ہو۔** پس معلوم ہوتا ہے کچھ حصہ راوی بھول گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ کی واضح مراد یہ ہے کہ نماز باجماعت کی اگر کسی کو توفیق نہ ہو، بیمار ہو، کوئی اور وجہ ہو تو باجماعت نماز نہ پڑھے مگر یہ یاد رکھے کہ ایک اچھے کام سے محروم رہا ہے۔ یہ احساس اس کو نماز باجماعت کی اہمیت یاد دلاتا رہے گا۔ پس جہاں زیادہ فائدہ مند، زیادہ ثواب کا موجب، جیسے الفاظ ملتے ہیں یہ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہوگا، لازم بات ہے کہ ایسا شخص جو نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتا اس کو یاد کرانے کے لئے نماز باجماعت کے کچھ فوائد ذہن نشین کرائے گئے ہوں لیکن عملاً کیا فرمایا تھا، کتنے گنا فرمایا تھا اس بحث میں ہمیں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

فرماتے ہیں، اور یہ اس لئے کہ جب ایک شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آئے یعنی نماز کے سوا کوئی چیز اسے مسجد میں نہ لائے۔ اب صاف تضاد یہاں ظاہر ہو گیا یعنی پہلے یہ ذکر کیا کہ اکیلے نماز سے دوسری جو اجتماعی نماز ہے وہ زیادہ ضروری ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس لئے ہے کہ اگر وضو کرے نماز کی نیت سے مسجد میں آئے۔ اگر نماز کی نیت سے وضو کر کے آ سکتا ہے تو اکیلی نماز تو پھر نماز ہی نہ رہی پھر بیس گنا کی بحث اٹھ جاتی ہے۔ اس لئے میں یہ استنباط کر رہا ہوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ راوی کے ذہن میں کچھ چیزیں مشتبہ ہو گئیں۔ یہ تو ہر گز بعید نہیں کہ ان لوگوں کے لئے جو نماز باجماعت نہیں پڑھ سکتے رسول اللہ ﷺ نے ان کے دلوں میں نماز باجماعت کی اہمیت ثابت کرنے کی خاطر، ان کے دلوں پر واضح کرنے کی خاطر کچھ الفاظ فرمائے ہوں لیکن اختیار نہیں رکھا کہ نماز پڑھ سکتا ہو اور نہ پڑھے اور صرف یہ سمجھ لے کہ چلو میں نے چھوٹی نماز پڑھ لی ہے، کم فائدہ ہو جائے گا، اس کا اختیار انسان کو نہیں ہے۔

اب ہم اگلے حصے کو لیتے ہیں، ایک شخص اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آئے یعنی نماز کے سوا کوئی چیز اسے مسجد میں نہ لائے۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس میں ہمیں خصوصیت سے توجہ کرنی چاہئے۔ کیونکہ بہت سے لوگ ہیں جو میٹنگز کے لئے مسجد آتے ہیں یہاں بھی اور جرمنی میں بھی اور جگہ بھی ان کا سارا سفر خواہ نیک کام کی خاطر ہو جماعتی میٹنگ کے لئے ہو یا عام کام کی خاطر ہو کسی مشاعرے یا شادی کے لئے آنا ہو تو پھر جو وہ نماز باجماعت پڑھتے ہیں تو آنحضرت ﷺ ان کی نماز باجماعت کو اصل نماز باجماعت قرار نہیں دے رہے۔ انہوں نے آنا ہی تھا روٹی کھانی تھی اور واپس چلے جانا تھا ساتھ اتفاق سے نماز باجماعت بھی ہو رہی تھی اس میں اگر کوئی شامل نہیں ہو گا تو بالکل ہی بے حیاء ہو گا۔ جب نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے لوگوں کو تو پھر وہ کہے گا چلو نماز پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ مگر اس کی اگر اتنی ہی نمازیں ہوں ساری عمر کی، کسی اور غرض سے مسجد میں پہنچا ہو اور وہاں نماز پڑھ لی ہو اور پھر کبھی بھی نہ آئے تو اس کو فکر کرنی چاہئے۔ ایسے لوگوں کو میری نصیحت ہے کہ کبھی کبھی اس عادت کو توڑنے کی خاطر خالصۃً نماز کی خاطر مسجد آیا کریں۔ اور دوسرا یہ کہ ان کو ہم نے پہچانا ہے اس مسجد میں، ان دعوت ولیمہ میں شامل ہونے والوں کی نمازوں کو پہچانا

خدمت میں عظمت

بیس سالہ خدمت کا اعلیٰ معیار

MAYFAIR REISEN 1977- 1997

جرمنی میں اولین پاکستانی اور واحد ٹریول ایجنسی
جو ایک ہی نام سے اور ایک ہی دفتر سے گزشتہ بیس سال
سے اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں مصروف ہے
ہم دوسری ایر لائنوں اور قومی ایرلائن PIA کے ٹکٹ اپنے
آفس سے جاری کرتے ہیں-
ہمیں PIA کے ٹکٹ ہولڈر ایجنٹ ہونے کا اعزاز حاصل ہے

IQBAL KHAN & IRFAN KHAN
MAYFAIR REISEN
MUNCHNER STR. 11
FRANKFURT. MAIN
Tel: 069-232241 FAX: 069-237060

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

ہو توان کے اردگرد اگر کوئی مسجد ہو وہاں سے بھاگیں۔ اگر دو قدم پہ مسجد ہو اور وہاں نہ جائیں اور ولیمہ کھانے کے لئے بیس میل آجائیں اور پھر باجماعت نماز پڑھ کے، اپنے آپ کو نمازی سمجھ کے سر اٹھا کے چلیں تو یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذہانت کی لطافت دیکھیں کوئی پردہ باقی نہیں چھوڑا۔ ہر مشکل مضمون سے پردہ اٹھا کے ہمیں اپنے چہرے دکھادئے ہیں۔ نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آئے یعنی نماز کے سوا کوئی چیز اسے مسجد نہ لائے، نہ شادی نہ بیاہ نہ کوئی اور مقصد، نہ دینی میٹنگ۔ نماز ہی کی خاطر سے آئے تو ایسا شخص قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کی وجہ سے اس کا درجہ بلند ہوتا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس کا مسجد کی طرف آنا ہر قدم جو اسے مسجد کے قریب کرتا ہے اس کے درجے بڑھاتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ مسجد میں جا پہنچتا ہے۔ پھر جب تک وہ نماز کی خاطر مسجد میں بیٹھا رہتا ہے گویا نماز ہی میں مصروف سمجھا جاتا ہے۔ کئی دفعہ بعض مجبوریوں سے نماز باجماعت دیر سے پڑھانی پڑتی ہے۔ وہ لوگ جو مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ ان کا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ اگر نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں تو وہ اللہ کے نزدیک گویا نماز میں مصروف ہیں اور بظاہر عبادت نہیں کر رہے مگر ان کا تمام عرصہ مسجد میں موجود رہنا ان کے حق میں ایک عبادت کے طور پر لکھا جاتا ہے اور فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور کہتے ہیں اے اللہ اس پر رحم کر، اے اللہ اس کو بخش دے، اس کی توبہ کو قبول کر۔ یہ دعائیں اس وقت تک ہوتی رہتی ہیں جب تک وہ، آگے ترجمہ غلط کیا ہوا ہے اور یہ مضمون میں آپ کے سامنے کھول کے رکھنا چاہتا ہوں کہ 'یُحدِث' کے الفاظ کا ترجمہ صرف وضو توڑنا کر دیا گیا، یہ بالکل غلط ہے۔ اس مضمون سے اس کا کوئی تعلق ہی نہیں۔ 'اس وقت تک وہ اس کے حق میں دعائیں قبول ہوتی ہیں جب تک وضو نہ ٹوٹ جائے'۔ اس بے چارے کا کیا قصور۔ اگر اتفاق سے وضو ٹوٹ جائے تو دعائیں مقبول ہونی بند ہو گئیں؟۔ ترجمہ کرنے والے یہ بات سوچتے نہیں اگر وہ کوئی اچھی سی ڈکشنری اٹھاتے اس میں لفظ "اَحدَثَ یُحدِثُ" کا مضمون پڑھتے تو صاف بات کھل جاتی کہ ہر وہ حرکت جو نامناسب ہو، جو خدا کی طرف سے توجہ پھیر دے وہ احداث ہے اور گناہ بھی اس میں شامل ہیں گناہ کے خیالات بھی اس میں شامل ہیں۔ پس 'یُحدِث' کا مطلب یہ ہے کہ بظاہر وہ عبادت کے انتظار میں مسجد میں بیٹھا ہوا ہے مگر بعض ایسی باتیں کرتا ہے جو احداث کا مضمون رکھتی ہیں۔ اگر وہ باتیں شروع کر دیتا ہے کسی سے اور اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں کے ذکر الٰہی میں مخل ہو جاتا ہے تو اس کے حق میں فرشتوں کی یہ دعائیں کیوں قبول ہونگی کہ اے اللہ اس کو بخش دے، اے اللہ اس کی توبہ قبول کر۔ تو 'یحدث' کا جو اصل مضمون عربی لغت سے ملتا ہے وہ یہ مضمون ہے جس نے سارا مسئلہ حل کر دیا ورنہ ایک بہت ہی عجیب سی بات دکھائی دیتی کہ مسجد میں لوگ نعوذباللہ من ذٰلک ہوائیں چھوڑ رہے ہیں اور اسی وقت ان کے متعلق دعائیں ختم ہو گئیں۔ ہوائیں مسجد میں چھوڑنا بھی احداث کا ایک حصہ ہے۔ یعنی انسان کا فرض ہے کہ مسجد میں کوئی بدبو نہ پھیلائے جس سے لوگوں کو تکلیف پہنچے۔ اگر اسے اٹھ کے باہر جانا ہے تو اسے باہر جانا چاہئے۔ لیکن یُحدِث کا یہ مطلب نہیں ہے جو عام ترجمے میں ملتا ہے۔ یُحدِث کا مطلب ہے وہ ایسی نامناسب بات کرے جو اسے اللہ سے دور کرنے والی ہو۔ جب وہ ایسی نامناسب بات کرے گا تو فرشتوں کی دعائیں اس کے حق میں مقبول ہونی بند ہو جائیں گی۔

پس مسجد میں آنے والوں کے لئے میں اسی مضمون پر اب اس خطبے کو ختم کرتا ہوں کہ اپنے مسجد میں آنے کا حساب کیا کریں اور کوشش کریں کہ آپ کا مسجد میں آنا آپ کے لئے ہمیشہ درجات کی بلندی کا موجب بنا رہے۔ مسجد میں بیٹھنا بھی درجات کی بلندی کا موجب بنے۔ مسجد میں بیٹھ کر ایسی باتیں نہ کیا کریں کہ بظاہر نماز کا انتظار ہو رہا ہے لیکن ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کی باتیں ہو رہی ہیں یا اپنے مشاغل کی باتیں ہو رہی ہیں جو سارا ثواب ضائع کر دیں گی۔ پس جو اعلیٰ درجے کے مضامین حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں ان پر غور کر کے ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

احمد سروس سنٹر

Ahmad Service Centre
Inh: Qamar Ahmad Ata

فرانکفورٹ میں شاپنگ سنٹر (Zeil) پر ٹریول ایجنسی اور دفتر ترجمانی

بین الاقوامی ہوائی سفر کے لئے بارعایت ٹکٹیں۔ تمام زبانوں کے لئے ترجمہ کی سہولت

سماجی، رفاہی معاملات اور اسائیلم کیسز میں باقاعدہ رہنمائی اور مشورہ

Reisedienst, Ubersetzungsburo, Soziale Beratung

Stiftstr. 2, 60313 Frankfurt/Ma

Tel: 069-91395407/8, Fax: 069-91395409

دنیائے مذاہب

لوگ چرچوں میں نہیں جاتے تو چرچ لوگوں کے پاس جانے لگے

(چوہدری خالد سیف الله خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

آسٹریلیا کے چرچوں میں گرتی ہوئی حاضری کا جائزہ لینے کے لئے یہاں کے ۲۳ فرقوں اور گروپوں نے مل کر ایک سروے کرایا ہے۔ جو اپنی طرز کا سب سے بڑا سروے ہے۔ اس کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے Ms Helen Pitt جو مذہبی امور کی کالم نگار ہیں لکھتی ہیں :

"مذہبی مبصر کہتے ہیں کہ اگر چرچوں میں فقط بوڑھے یا غیر مخلص افراد کے آنے کا رجحان جاری رہا تو ہو سکتا ہے کہ اینٹ پتھر کے روایتی چرچ قصہ پارینہ بن جائیں"۔

جائزہ کے مطابق حاضرین کا تیسرا حصہ ایسے بوڑھوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کی عمر ساٹھ سال سے زائد ہوتی ہے لیکن جو چیز چرچوں کے لئے زیادہ پریشانی کا باعث ہے وہ لوگوں کے مذہبی رجحان میں گرم جوشی کا مفقود ہونا ہے۔ چنانچہ ۶۶ فیصد حاضرین نے کہا کہ وہ اپنے آپ کو چرچ کی ہدایات کا پابند نہیں سمجھتے اور نہ انہیں مستقبل میں ہی چرچ کی کوئی واضح شکل نظر آتی ہے۔ بیس فیصد نے کہا کہ اس زمانہ میں اتنی تیزی سے تبدیلیاں واقع ہو رہی ہیں کہ چرچوں کو پھر سے غور کرنا ہوگا کہ ان کا رخ کس طرف کو ہے۔ آدھے حاضرین نے کہا کہ فرقوں میں کیا رکھا ہے ہم کسی ایک فرقہ کے ساتھ وابستہ ہونے کو ضروری خیال نہیں کرتے اور یہی وجہ ہے کہ گزشتہ پانچ سالوں میں ۲۷ فیصد نے اپنے فرقے یا گروپ تبدیل کر لئے ہیں۔

اس رپورٹ نے سبھی فرقوں میں تشویش کی ایک لہر دوڑا دی ہے اور اکثر چرچوں کے سربراہوں نے ایسے اقدامات کا اعلان کیا ہے جن کا مقصد یہ ہے کہ یا تو لوگوں کو چرچوں میں کھینچیں اور یا پھر چرچوں کو تالے لگا کر جہاں لوگ ہوں وہاں ان تک پہنچا جائے۔ چرچوں میں زیادہ کامیاب Presbyterian رہا ہے اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم نے قدیم عیسائی اقدار پر از سر نو زور دینا شروع کیا ہے۔ اینگلیکن چرچ اپنے نوجوانوں کی تنظیم سے زیادہ کام لے رہی ہے۔ انہوں نے اجتماعات (Youth Camps) منعقد کئے ہیں جس میں دلچسپی کی ایسی باتیں تھیں کہ نوجوان جو چرچوں میں نہیں آتے وہاں شامل ہو گئے۔ لوتھرن چرچ کے پریذیڈنٹ نے کہا کہ ہمیں فرقہ واریت سے نکل کر ایک عوامی چرچ ترتیب دینا چاہئے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے چرچوں کی بتیاں بجھا دیں اور وہاں نکل جائیں جہاں لوگ آتے ہوں اب وہی چرچ ترقی کرے گا جو عوام کی عصری ضروریات کو پورا کرے گا۔ ڈاکٹر Mark Hutchinson جو سروے کرنے والی ٹیم کے ڈائریکٹر تھے نے کہا کہ :

چرچوں کو اس بات پر غور کرنا پڑے گا کہ وہ اپنی سرمایہ کاری کو روایتی چرچوں کی عمارات سے ایسے اداروں کی طرف منتقل کر دیں جہاں لوگ آتے ہوں جیسے سپورٹ سنٹر اور کمیونٹی ہال وغیرہ۔ ہماری رائے میں چرچوں کو اب سماجی خدمات سرانجام دینی چاہئیں اور سماجی ناانصافی کو دور کرنے کے لئے انہیں مصالحتی کردار ادا کرنا چاہئے۔ آئندہ پندرہ سالوں میں حالات اتنے بدل جائیں گے کہ چرچ اس نکر پر کھڑا اینٹ روڑوں کی ایک عمارت نہیں ہو گی"۔

(سڈنی ہیرلڈ ۹۷۔۵۔۱۰)

بعض چرچوں نے فٹ بال وغیرہ کے کھیلوں کے اہتمام کرنے بھی شروع کر دئے ہیں اور ایک پادری صاحب نے کہا کہ لوگ چرچ میں نہیں آتے لیکن مجھے سٹیڈیم میں کچھ وقت اپنے وعظ کے لئے مل گیا۔ اب کھیلیں منعقد کروا کر لوگوں تک پہنچا کریں گے۔

الغرض چرچوں کے چراغ گل ہو رہے ہیں اور اب کھیل کود یا دیگر دلچسپیوں کی جگھوں میں پادری صاحبان سامعین کی تلاش میں جایا کریں گے۔ اگر تو بات صرف کھیلوں کے میدان تک رہے تو کوئی حرج نہیں۔ صحت مند تفریح مہیا کرنا بھی ایک اچھی بات ہے لیکن جس طرح چرچ نے ہم جنس پرستی، بغیر شادی کے اکٹھے رہنے اور طلاق وغیرہ مسائل کے آگے ہتھیار ڈال دئے ہیں اگر انہوں نے جوا خانوں، شراب خانوں اور اس قسم کے دوسرے کاموں کو بھی اشیرباد دے دی تو عیسائیت کی قدیم اخلاقی اقدار کا کیا باقی رہ جائے گا۔ ☆......☆......☆

دودھ پیجئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے تعلیم کے حصول پر بہت زور دیا تھا۔ آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا تھا کہ پڑھنے والے بچے کم از کم آدھ سیر دودھ روزانہ پیا کریں۔ سائنس کی جدید ترین تحقیق نے ثابت کر دیا ہے کہ ایسی بچیاں جو ۱۲ سے ۱۹ سال کی عمر میں خوب دودھ پیتی ہیں ان کے جوڑ اور ہڈیاں مضبوط رہتی ہیں اور ۴۰ سال کی عمر کے بعد ان کی ہڈیوں میں کمزوری یعنی Osteoporosis نہیں ہوتا۔ زیادہ تر سکول کالج جانے والی لڑکیاں اسی عمر کی ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر آپ روزانہ دو گلاس دودھ پیتی ہیں تو آپ کی صحت اچھی ہو گی اور ہڈیاں بھی مضبوط رہیں گی۔ (مرسلہ: ڈاکٹر امتہ الرزاق سمیع)

واقفات نو کے لئے

گرہستی کی اعلیٰ تعلیم

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "جہاں تک بچیوں کا تعلق ہے اس سلسلے میں ماں باپ بارہا سوال کرتے ہیں کہ ہم انہیں کیا بنائیں۔ وہ تمام باتیں جو مردوں کے متعلق یا لڑکوں کے متعلق میں نے بیان کی ہیں وہ ان پر اطلاق پاتی ہیں۔ لیکن اس کے علاوہ انہیں گھر گرہستی کی اعلیٰ تعلیم دینی بہت ضروری ہے اور گھریلو اقتصادیات سکھانا ضروری ہے کیونکہ بعید نہیں کہ وہ بچیاں واقفین کے ساتھ ہی بیاہی جائیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ بعید نہیں تو مراد یہ ہے کہ آپ کی دلی خواہش یہی ہونی چاہئے کہ واقفین بچیاں واقفین سے ہی بیاہی جائیں ورنہ غیر واقفین کے ساتھ ان کی زندگی مشکل گزرے گی اور مزاج میں بعض دفعہ ایسی دوری ہو سکتی ہے کہ ایک واقف بچی کا اپنے غیر واقف خاوند کے ساتھ مذہب میں اس کی کم دلچسپی کی وجہ سے گزارہ نہ ہو اور واقفین کے ساتھ شادی کے نتیجے میں بعض دوسرے مسائل اس کو درپیش ہو سکتے ہیں"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷؍ فروری ۱۹۸۹ء)

سو سال پہلے

تاریخ احمدیت سے

حسین کامی نائب سفیر سلطان ترکی کی قادیان میں آمد اور سلطنت ترکی میں انقلاب کی پیشگوئی

"حسین کامی" وائس قونصل ترکی لاہور آئے اور مسلمانان لاہور کی طرف سے خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید ثانی سے گہری عقیدت و ارادت کے باعث ان کا استقبال ہوا اور ڈپٹی برکت علی خان صاحب شاہجہانپوری صدر انجمن اسلامیہ لاہور کی کوٹھی بیرون موچی دروازہ میں ان کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ جماعت احمدیہ لاہور کے بعض اصحاب نے ان کی آمد سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے ملاقات کی۔ پیغام حق پہنچایا اور جماعتی لٹریچر بھی دیا جس سے انہوں نے متاثر ہو کر حضرت اقدس کی خدمت میں ملاقات کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ تحریری درخواست کی اور اس میں حضور علیہ السلام کو "جناب مستطاب معلی القاب قدوۃ المحققین قطب العارفین حضرت پیر دستگیر" کے القاب سے یاد کیا۔ حسین کامی ۱۰ر یا ۱۱ر مئی ۱۸۹۷ء کو نماز عشاء کے قریب قادیان پہنچے۔ دوسرے روز حضرت اقدس اپنے طریق کے خلاف ان کی درخواست پر تخلیہ میں ان سے ملے۔ انہوں نے سلطان ترکی کے لئے ایک خاص دعا کی تحریک کی اور یہ بھی چاہا کہ آئندہ ان کے لئے جو کچھ قضا و قدر سے آنے والا ہے اس سے مطلع کیا جائے۔ حضرت اقدس پر اول ملاقات میں ہی جناب الٰہی کی طرف سے ان کی منافقانہ کیفیت بے نقاب کر دی گئی اور ان کی دنیا پرستی کا رنگ آپ پر عیاں ہو گیا۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۱٤ تا ۱۱۷)

سلطان روم کے متعلق کشفی خبر

حضرت اقدسؑ اگرچہ سلطان عبدالحمید کی تعریف کرتے ہوئے ان کا یہ واقعہ ہمیشہ سنایا کرتے تھے کہ انہوں نے جنگ کے موقعہ پر یہ کہا تھا کہ کوئی خانہ خدا کے لئے خالی رکھنا چاہئے لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کو بوقت ملاقات صاف کہہ دیا کہ "سلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں"۔ نیز اس بات پر بھی زور دیا کہ رومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور روم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ"۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۱٤، ۱۱۵)

حسین کامی کا ناظم الہند میں غضب آلود مراسلہ اور عام مخالفت

حضرت اقدس کی زبان مبارک سے یہ الفاظ سن کر حسین کامی صاحب (جنہوں نے قادیان میں اکثر وقت لہو و لعب اور شطرنج میں گزارا) سخت جزبز ہوئے اور واپس آ کر اخبار "ناظم الہند" میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف ایک غضب آلود مراسلہ شائع کیا جس نے عداوت کی ایک نئی طرح ڈال دی اور اخبارات نے اسے خوب اچھالا اور بڑی کثرت سے اشتہارات میں اس کا چرچا ہوا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اس قسم کے موقعہ کی ہمیشہ تاک میں رہتے تھے "خلیفۃ المسلمین" کی عقیدت و الفت کا واسطہ دے کر مسلمانوں کے جذبات سے خوب کھیلے اور اشتعال انگیزی کی حد کر دی۔ (اشاعت السنۃ جلد ۱۸ نمبر ٥)

"چودھویں صدی" کا بزرگ

حسین کامی صاحب کے خط پر ضلع راولپنڈی کے ایک وقیع عالم اور رئیس اعظم راجہ جہانداد خان صاحب بھی پراپیگنڈا کی رو میں بہہ گئے اور نازیبا کلمات آپ کی شان میں کہے اور گو انہوں نے از خود تو کوئی مضمون آپ کے خلاف نہ لکھا مگر "اخبار چودھویں صدی" نے انہی کا سہارا لے کر ۱۵ر جون ۱۸۹۷ء کے اخبار میں حضرت اقدسؑ کے متعلق ناواجب کلمات لکھے۔ حضرت اقدسؑ کو اس کے رد میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں تھی۔ مگر یہ عجیب بات ہوئی کہ جب یہ اخبار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پڑھا گیا تو اس کے دوران میں یہ عبارت بھی آ گئی کہ "ایک بزرگ نے جب اشتہار پڑھا تو بے ساختہ ان کے منہ سے یہ شعر نکل گیا ؎

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں برد

اس مقام پر پہنچ کر حضرت اقدس کی روح میں بددعا کے لئے ایک غیبی جوش اٹھا۔ تب آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کو اخبار میں "بزرگ" کے لفظ سے یاد کیا گیا تھا دعا کی کہ "یاالٰہی اگر تو جانتا ہے کہ میں کذاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو میں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اس شخص کے پردے پھاڑ دے جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آ کر مجمع عام میں توبہ کرے تو اسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے"۔ اب بددعا میں حضرت اقدس نے یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اللہ تعالیٰ سے فیصلہ کی درخواست کی۔

حضرت اقدسؑ کی طرف سے اطلاع عام

حضرت اقدس کی دعا قبول ہو گئی جس کی اطلاع عام کے لئے آپ نے ۲۵ر جون ۱۸۹۷ء کو ایک اور اشتہار شائع کیا جس میں یہ سب واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا:

"میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی قضاء و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لئے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی کوئی چیز قوی تر نہیں...... کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ترکی گورنمنٹ کے شیرزاہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں"۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۱۳٤۔۱۳٦)

"چودھویں صدی" کے بزرگ کی معافی

اب "حسین کامی" کی ملاقات کے نتیجہ میں تین پیشگوئیاں پبلک میں آ گئیں:۔

۱...... "چودھویں صدی" کا بزرگ اگر توبہ نہیں کرے گا تو خدا تعالیٰ ایک سال کے اندر اسے تباہ کر دے گا۔

۲...... "حسین کامی" کی منافقت اور غداری۔

۳...... ترکی سلطنت کے اندرونی نظام کی خرابی کے نتیجہ میں انقلاب۔

بظاہر حالات ایسے نہیں تھے کہ ان میں سے کوئی پہلو بھی ظاہر ہوتا مگر دنیا یہ دیکھ کر دنگ رہ گئی کہ یہ سبھی پیشگوئیاں مختصر سے وقفہ کے ساتھ بڑی شان سے پوری ہو گئیں۔

پہلی پیشگوئی "چودھویں صدی" کے بزرگ کے متعلق تھی۔ سو راجہ جہانداد خان صاحب نے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے چند ماہ کے بعد معافی کی عاجزانہ درخواست کی۔ چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے ۲۰ر اکتوبر ۱۸۹۷ء کو حضرت اقدسؑ کی خدمت میں حد درجہ فروتنی، انکسار اور تذلل سے ایک مفصل خط لکھا۔ یہ خط ان الفاظ پر ختم ہوتا تھا۔

"اس وقت تو میں ایک مجرم گنہگار کی طرح آپ کے حضور کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہری حاضری سے معاف کیا جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہی ہو جاؤں۔

امید کہ بارگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لئے تحریک فرمائی جائے کہ نسی و لم نجد له عزما قانون کا بھی یہی اصول ہے کہ جو جرم عمداً جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے۔ فاعفوا و اصلحوا ان الله یحب المحسنین۔

میں ہوں حضور کا مجرم۔ (دستخط بزرگ) راولپنڈی ۲۹ر اکتوبر ۱۸۹۷ء"۔

راجہ جہانداد خان مرحوم نے حضرت اقدس کی خدمت میں یہ خط بھجوانے کے علاوہ اس کا ملخص راولپنڈی کے اخبار چودھویں صدی ۸ر نومبر ۱۸۹۷ء (صفحہ ۳، ٤) میں بھی شائع کروا دیا۔ (یہ اخبار خلافت لائبریری ربوہ میں محفوظ ہے)

حضرت اقدس نے اس خط پر ۲۰ر نومبر ۱۸۹۷ء کو بذریعہ اشتہار اعلان فرمایا کہ:

"خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا معاف کرے اور اس سے راضی ہو۔ میں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں چاہئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دعائے خیر کرے"۔

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ٤۷۹)

حسین کامی کی مجرمانہ خیانت اور اپنے عہدہ سے برطرفی

دوسری پیشگوئی خود "حسین کامی" کی نفاق آمیزی کے متعلق تھی جو خارق عادت رنگ میں پوری ہوئی۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اسی سال ترکی کے مقبوضات میں سے ایک جزیرہ کریٹ پر یونانیوں نے قبضہ کر کے اس کے مسلمان باشندوں کا اس بے دردی سے قتل عام کیا کہ پورے عالم اسلام پر قیامت گزر گئی اور ہر جگہ چندے ہونے لگے۔ مسلمانان ہند نے بھی اپنے مظلوم بھائیوں کی اعانت میں دل کھول کر حصہ لیا اور مدراس کے ترکی سفیر عبدالعزیز کے علاوہ حسین کامی مقیم کراچی کو بھی یہ چندہ دیا کہ پہنچا دیں مگر یہ "خضر صورت" مظلومان کریٹ کا سبھی چندہ خود ہی ہضم کر گئے اور پھوٹی کوڑی تک ان ستم رسیدوں تک پہنچنے نہیں دی۔ حکومت ترکی کو جب اس قومی غداری کا علم ہوا تو اس نے حسین کامی کو عہدہ سے برطرف کر کے اس کی جائیداد ضبط کر لی۔ اس راز کا انکشاف مشہور ہندی سیاح حافظ عبدالرحمٰن صاحب امرتسری (۱۸٤۰ء۔ ۱۹۰۷ء) پر قسطنطنیہ کی سیاحت کے دوران میں ہوا۔ جس پر انہوں نے اخبار "نیر آصفی" مدراس کو نامہ نگار کی حیثیت سے اس خبر کی پوری تفصیلات بھجوا دیں جو ۱۲ر اکتوبر ۱۸۹۹ء کے ایشوع میں ایک ادارتی نوٹ کے ساتھ بایں الفاظ شائع ہوئیں۔

"چندہ مظلومان کریٹ اور ہندوستان"

"ہمیں آج ولایتی ڈاک میں ایک معزز اور لائق نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لئے درج ذیل کئے دیتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوئے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے۔ افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری امیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منظم و مہذب اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے سنا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے۔ جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمان الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمیں معلوم کرائی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لئے ہضم کر لیا اور کارکنان کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوایا مگر یہ دریافت نہیں ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ میں کوئی نالش کی گئی یا نہیں۔ ہماری رائے میں ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ عبرت انگیز سزا دینی چاہئے............"۔

"قسطنطنیہ کی چٹھی"

"ہندوستان کے مسلمانوں نے جو گزشتہ دو سالوں میں مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کر کے قونصل ہائے دولت علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا معلوم ہوتا ہے کہ ہر زر چندہ تمام و کمال قسطنطنیہ میں نہیں پہنچا اور اس امر کے باور کرنے کی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل کراچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر "پیسہ اخبار" نے مختلف مقامات سے وصول کر کے بھیجا تھا وہ سب غبن کر گیا۔ ایک کوڑی تک قسطنطنیہ میں نہیں پہنچائی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم پاشا ملحمہ کارکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہنچی تو اس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کے اراضی مملوکہ کو نیلام کرا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب عالی باقی صفحہ ۱۳ پر

فرانس کے کاروباری احباب کی توجہ کے لئے

اگر کوئی احمدی فرانس میں شیزان کی ایجنسی آسان شرائط پر لینا چاہتے ہوں تو ہم سے رابطہ کریں۔
رقم کی ادائیگی ڈالر یا پاؤنڈ کی صورت میں پیشگی لی جائے گی۔ پورے یا نصف کنٹینر کا آرڈر دینا ضروری ہوگا

Muhammad Suleman Tariq

13 Portman Gardens, Hillingdon Middx. VB10 9NT

Tel: 01895-234-525 Fax: 01895-234-155

"تبلیغی جماعت" کا مشاہداتی مطالعہ

تین دلچسپ واقعات

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

"تبلیغی جماعت" مودودی پارٹی کی حریف اور دیوبندی مذہب کی ایک شاخ ہے جس کے بانی مولوی محمد الیاس صاحب (۱۸۸۶ء۔ ۱۹۴۴ء) تھے۔ ان کے جانشین "حضرت جی" مولوی محمد یوسف صاحب نے ۱۹۵۴ء میں سکھر کے ایک بڑے اجتماع میں مودودی جماعت اور ان کے مکتبوں پر زبردست تنقید کرتے ہوئے کہا:

"میں اس مکتبے وغیرہ کے سخت خلاف ہوں اور یہ لوگوں نے طریقہ بنالیا ہے کہ وہ لوگوں کی جیبوں سے پیسے حاصل کرنے کے لئے کتابیں لکھتے ہیں۔ اسی علم نے یہ خرابیاں پیدا کی ہیں فساد کی جڑ یہی ہے۔ میں کتابیں لکھنے، اخبار چھاپنے اور اس قسم کی چیزیں کرنے کا سخت مخالف ہوں۔ اصل میں انہی چیزوں نے مسلمانوں کو بے عمل کر دیا ہے اور یہ چیزیں مجاہدے کا بدل نہیں ہو سکتیں"۔

ان تند و تیز ریمارکس پر مودودی صاحب نے مشتعل ہو کر رسالہ "ترجمان القرآن" (اپریل مئی ۱۹۵۴ء) میں یہ نوٹ لکھا کہ:

"دین کی خدمت کوئی کاروبار تو نہیں ہے کہ یہاں ایک خادم دوسرے کو اپنا رقیب سمجھے۔ رقابت تو دکانداروں میں ہوتی ہے یہ کام اگر ہم دکانداری کے طور پر کر رہے ہیں تو ہم پر اور **ہمارے اس کاروبار پر ہزار لعنت**"۔ (رسائل و مسائل حصہ دوم صفحہ ۵۹٤، ناشر اسلامك پبلیکیشنز لمیٹڈ شاہ عالم مارکیٹ لاہور)

دیوبندی جمعیت علماء ہند کے ناظم اعلیٰ مولوی حفظ الرحمان صاحب سہاروی مصنف "قصص القرآن" نے تسلیم کیا ہے کہ "مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ کی تبلیغی تحریک کو ابتداءً حکومت (انگریزی۔ ناقل) کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔ (مکالمة الصدرین صفحہ ۱۳۔ مرقومہ و مصدقہ علامہ شبیر احمد عثمانی۔ ناشر ہاشمی بك ڈپو لاہور)

"تبلیغی جماعت" کا نصب العین کیا ہے اور تبلیغ کے نام پر اس کا طریق واردات کیا رہا ہے؟ اس کی وضاحت کے لئے جناب ارشد القادری صاحب مدیر 'جام نور' جمشید پور (بھارت) کے قلم سے ذیل میں تین چشم دید واقعات سپرد اشاعت کئے جاتے ہیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

پہلا واقعہ: "آج سے تقریباً پچیس سال پہلے کی بات ہے میرے عہد طالب علمی کی ایک خوشگوار شام تھی۔ دارالعلوم اشرفیہ مبارکپور کے صدر دروازے پر ہم چند طلباء کھڑے تھے کہ ایک سفید ریش بزرگ آتے دکھائی پڑے۔ چہرے پر مصنوعی تقدس، ہاتھ میں یاقوت کی تسبیح، ٹخنوں تک کرتہ، درمیان میں سفید کھدر کی صدری، غرض نیچے سے اوپر تک تسخیر قلوب کے جملہ آلات سے مسلح تھے۔ موصوف کے آگے پیچھے چند افراد سر جھکائے ہاتھ باندھے زیر لب کچھ پڑھتے ہوئے چل رہے تھے۔ ہم نوعمر لوگوں کے لئے یہ بالکل ایک نئی چیز تھی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ تبلیغی جماعت کے لوگ ہیں جو دہلی سے مبارکپور کے مسلمانوں کو کلمہ پڑھانے آئے ہیں اور آگے آگے جو سفید ریش بزرگ ہیں یہ امیر جماعت ہیں۔ یہ معلوم کر کے ہم لوگوں کو بڑا اچنبھا ہوا۔ ہمارے علم میں مبارکپور کے مسلمان اپنے جنم دن سے مسلمان ہی تھے۔ مسجدوں کے علاوہ انہیں کبھی بت خانے کی طرف جاتے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اسلام سے منحرف ہو جانے کی کوئی بات کبھی بھی ان کے متعلق نہیں سنی گئی۔ ان حالات میں انہیں کلمہ پڑھانے کی بات کسی طرح سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔ اسے حیرت و استعجاب کا نتیجہ کہئے کہ ہم میں سے کسی طالب علم نے ان بتانے والے صاحب سے یہ سوال کر ہی ڈالا: "کیا ان حضرات کے تئیں یہاں کے مسلمان، مسلمان نہیں ہیں جو دہلی سے چل کر یہ لوگ انہیں کلمہ پڑھانے آئے ہیں؟"

وہ صاحب اپنی بات چیت سے اسی گروہ کے آدمی معلوم پڑتے تھے۔ انہوں نے بڑے تپاک سے کہا: "کلمہ پڑھانے کا یہ مطلب آپ لوگوں نے غلط سمجھا ہے۔ کلمہ ہمیشہ مسلمان بنانے ہی کے لئے نہیں پڑھا جاتا کبھی کبھی ذکر خداوندی کے لئے بھی پڑھا جاتا ہے۔ کلمہ پڑھا کر یہ لوگ خدا کے ذکر کا چرچا کر رہے ہیں۔ مسلمان بنانا مقصود نہیں ہے"۔

ان کے اس جواب سے ہم لوگوں کا ذہنی خلجان بہت حد تک دور ہوتا چلا گیا لیکن ہمارے ایک ساتھی نے یہ کہہ کر پھر ہمیں اسی مقام پر لا کھڑا کیا کہ جب تک میں خود تجربہ نہیں کر لوں گا اس جواب سے میری تشفی نہیں ہوگی۔

لاکھ ہم نے معلوم کرنا چاہا کہ وہ کیسے تجربہ کرے گا لیکن سو جواب کا ایک جواب اس کے پاس تھا "تم لوگ خاموشی کے ساتھ تماشا دیکھو"۔

دوسرے دن ٹھیک چار بجے شام کو پھر دہلی کا وہ تبلیغی دستہ قصبے کا گشت کرتا ہوا کلمہ پڑھتا ہوا مدرسہ کے سامنے سے گزرا۔ ہم سب انتظار ہی میں کھڑے تھے کہ دو قدم آگے بڑھ کر ہمارے ساتھی نے اس تبلیغی دستے کے امیر کو آواز دی، "مولانا! ذرا ایک لمحے کے لئے تکلیف فرمایئے گا؟"۔ اس آواز پر امیر جماعت نے پلٹ کر دیکھا اور کھڑے ہو گئے۔ پھر ساتھی نے لجاجت کے ساتھ کہا: "مولانا برا نہ مانئے گا دین کے کام سے میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں"۔ یہ سن کر وہ پیشانی پر بل ڈالے ہوئے بوجھل قدموں کے ساتھ قریب آئے اور ناگوار لہجے میں فرمایا: "کہئے دین کا کون سا کام ہے میرے لائق؟"۔

ساتھی نے برجستہ کہا: ذرا کلمہ پڑھئے گا؟"۔

اتنا سننا تھا کہ جیسے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ غصہ سے چہرہ تمتما اٹھا۔ گردن کی رگیں تن گئیں، دم پھولنے لگا۔ آنکھوں سے چنگاری برسنے لگی، دہکتی ہوئی آواز میں ارشاد فرمایا:

"شرم نہیں آتی تمہیں! طالب علم ہو کر اپنے بڑوں سے مذاق کرتے ہو۔ خدا نے چاہا تو اس گستاخی کا مزا اسی دنیا میں تم چکھ لوگے"۔ یہ کہتے ہوئے وہ پلٹنا ہی چاہتے تھے کہ ساتھی نے راستہ روک کر کہا: "آپ تو بلاوجہ خفا ہو گئے۔ بھلا اس میں مذاق کی کون سی بات ہے۔ یہ کام تو کل سے آپ انجام دے رہے ہیں۔ ذکر الٰہی کا ثواب حاصل کرنے کا حق ہمیں نہیں ہے اور اگر آپ کے کہنے کے مطابق یہ مذاق ہے تو کل سے آپ یہاں مسلمانوں کے ساتھ جو مذاق کر رہے ہیں اس گستاخی کی سزا آپ نے اپنے لئے کیا تجویز فرمائی ہے؟"

ساتھی کی آواز دم بدم تیز ہوتی جارہی تھی جیسے کسی چور کو رنگے ہاتھوں کسی نے پکڑ لیا ہو۔ چند ہی لمحوں میں تماشائیوں کی اچھی خاصی بھیڑ جمع ہو گئی۔ عام عادت کے مطابق کچھ لوگوں نے اچنبھے کے ساتھ دریافت کیا: "کیوں کیا بات ہو گئی؟"۔ ساتھی نے جواب دیا: "بات کچھ بھی نہیں ہوئی۔ قصہ صرف یہ ہے کہ کل سے یہ لوگ مبارکپور کے مسلمانوں سے کلمہ پڑھواتے پھر رہے ہیں۔ جب ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ لوگ یہاں کے مسلمانوں کو مسلمان نہیں سمجھتے جو گلی گلی ان کو کلمہ پڑھواتے پھر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ کلمہ ایک ذکر الٰہی ہے اور خدا کا ذکر کرنا ہر مسلمان کا ایک دینی حق ہے۔ لیکن حیرت سے سر پیٹ لینے کی جا ہے کہ یہی دینی حق جب میں نے استعمال کرنا چاہا اور ان بڑے میاں سے کہا ذرا کلمہ پڑھئے۔ بس اتنی سی بات پر یہ آپے سے باہر ہو گئے اور الٹے مجھے عیب لگاتے ہیں کہ میں نے ان کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ اب میں ان سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کلمہ پڑھانا اگر مذاق ہے تو کل سے یہاں کے مسلمانوں کے ساتھ یہ کیوں مذاق کر رہے ہیں؟" ساتھی کی یہ بات سن کر سارا مجمع ہمنوا ہو گیا اور بیک زبان بول اٹھا کہ بات یہ چھوٹے مولوی صاحب ٹھیک ہی کہہ رہے ہیں۔ اس بات پر امیر جماعت صاحب ابل پڑے اور اکھڑ کر فرمایا: "ٹھیک نہیں کہہ رہے دراصل انہوں نے ہمارے ساتھ مذاق کیا ورنہ بگڑنے کی کوئی بات نہیں تھی۔ جہاں تک کلمہ پڑھانے کا سوال ہے یہ کام تو میں خود بھی کر رہا ہوں۔ بھلا اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے؟

امیر جماعت کے اس جواب پر ایک صاحب نے مداخلت کرتے ہوئے کہا: "مولانا جب وہی کام آپ بھی کر رہے ہیں اور وہی کام انہوں نے بھی کیا ہے تو آپ اسے مذاق کیوں کہہ رہے ہیں"۔ اس پر امیر جماعت نے تیور بدل کر فرمایا: "مذاق میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ان کی نیت ذکر الٰہی کی نہیں تھی مذاق ہی کی تھی"۔

امیر جماعت کا یہ جملہ ابھی ختم بھی نہ ہو پایا تھا کہ ایک معمر شخص آگے بڑھے اور انہوں نے للکارتے ہوئے کہا: "مولانا جب بات نیت کی آگئی تو مجھے بھی کہنے دیجئے کہ کلمہ پڑھانے آپ کی نیت بھی ذکر خیر کی نہیں بلکہ از سر نو مسلمان بنانے کی ہے۔ جو لوگ آپ کے مذہب سے واقف نہیں ہیں بھلے ہی وہ آپ کے جواب سے مطمئن ہو جائیں لیکن جو لوگ آپ کے مذہبی شجرہ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ کے یہاں کافر و مشرک صرف وہی نہیں ہے جو بت خانے میں جا کر اصنام کی پرستش کرے یا کھلم کھلا اسلام، قرآن اور توحید و رسالت کے عقیدے سے منحرف ہو جائے بلکہ آپ حضرات کے یہاں وہ مسلمان بھی بالکل ابوجہل اور ابولہب ہی کی طرح کافر و مشرک ہیں جو اسلام و قرآن اور توحید و رسالت پر عقیدہ رکھنے کے باوجود صرف "یارسول اللہ" کہہ لیتے ہیں۔ خدا کی عطا سے رسول کو اپنا شفیع و کارساز سمجھتے ہیں۔ رسول کے حق میں علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں اور ان کے لئے دونوں جہان میں تصرف کی قدرت تسلیم کرتے ہیں۔ اور خدا کا شکر ہے کہ صرف مبارکپور ہی میں نہیں سارے ملک میں اس طرح کے "مشرکین" کی تعداد ننانوے فیصدی ہے۔ اب انہیں مسلمان بنانے کے لئے سوا اس کے اور کیا چارہ کار ہے کہ آپ حضرات چور دروازہ سے آئیں اور کلمہ پڑھا کر اپنے مذہبی جذبے کو تسکین دے لیں کہ کفر کا ایک "خیبر فتح ہو گیا"۔ سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے بھرائی ہوئی آواز میں انہوں نے کہا:

"مولانا! یہ بچے آپ سے کیا مذاق کریں گے کہ ابھی تو وہ اس حقیقت سے بھی بے خبر ہیں کہ آپ ان کے مذہبی حریفوں میں ہیں یا دوستوں میں؟ البتہ کلمہ پڑھا کر آپ ہمارے ایمان کا ضرور مذاق اڑاتے ہیں"۔

"قلم کے نشتر سے آپ حضرات نے ہمارے جذبہ عقیدت کو جس بے دردی کے ساتھ گھائل کیا ہے روحانی اذیت کے لئے وہی کیا کم تھا کہ اب جگہ جگہ زخموں پر آپ نمک چھڑکتے پھر رہے ہیں۔ کلمہ پڑھنے سے کس بدبخت مسلمان کو انکار ہو سکتا ہے لیکن ہمارے دینی احساسات پر کفر و شرک کا الزام عائد کرنے کے بعد جب آپ کلمہ پڑھنے کو کہتے ہیں تو بالکل ایسا لگتا ہے جیسے کسی بے گناہ پر بہتان لگانے کے بعد کوئی تلقین کرے کہ "توبہ کرو" حالانکہ توبہ کوئی بری چیز نہیں ہے لیکن اسطرح کے حالات میں توبہ کی تلقین کرنا دوسرے لفظوں میں ناکردہ گناہ کا اقرار کرانا ہے"۔

اس کے بعد آواز کا تیور بدلتے ہوئے انہوں نے کہا: "مولانا! یہ تو آپ حضرات کی سنگدلی کا صرف ایک رخ ہے۔ آپ حضرات کی مذہبی شقاوت کا دوسرا رخ تو اس سے بھی کہیں زیادہ لرزہ خیز اور بھیانک ہے"۔

آپ کے بزرگوں نے رسول عربی ﷺ کی شان محترم میں توہین و گستاخی کے کلمات لکھ کر جس دردناک اضطراب میں امت کو مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اس صدی کا سب سے قیامت آشوب حادثہ ہے۔ لکھنے والے مدت ہوئی خاک میں مل گئے لیکن ان کی لگائی ہوئی آگ کا دھواں آج بھی مسلم آبادیوں سے اٹھ رہا ہے۔

پھر اس سے زیادہ اچنبھے کی بات اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ایک طرف آپ حضرات نبی کی توہین و تنقیص بھی کرتے ہیں اور دوسری طرف اسی نبی کا کلمہ بھی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ اختلاف کی بات تو یہ ہے کہ کلمہ پڑھنے پڑھانے کا حق صرف اسے ہے جو نبی کو نبی مانتا ہے۔ دشنام طرازوں کو کلمے سے کیا واسطہ! دشنام طرازی کے ساتھ کلمہ خوانی اسلام کا مذاق ہی کہا جا سکتا ہے"۔

وہ کہتے جا رہے تھے اور مولانا کا خون سوکھتا جا رہا تھا۔ بڑی مشکل سے انہوں نے یہ کہہ کر اپنی جان چھڑائی کہ میں اپنی جماعت کا کوئی ذمہ دار عالم نہیں ہوں۔ جب وہ جانے لگے تو مجمع سے کچھ لوگوں نے کہا کہ جواب نہ دیجئے لیکن کم از کم اتنا تو بتاتے جایئے کہ ان صاحب نے آپ لوگوں کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ کہاں تک صحیح ہے؟ اس سوال پر ان کے ساتھی مشتعل ہو گئے اور اپنے مولانا کو جھرمٹ میں لئے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

ہر شخص کے ذہن پر اس تھوڑی دیر کی رد و قدح کا یہ اثر ضرور پڑا کہ تبلیغی جماعت اوپر سے جیسی صاف ستھری نظر آتی ہے اندر سے ویسی نہیں ہے۔ کچھ نہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔

دوسرا واقعہ: غالباً ۱۹۵۶ء کا سال رہا ہوگا۔ اس وقت مدرسہ فیض العلوم جمشید پور کی درسگاہ کھلے آسمان کے نیچے تھی۔ ٹاٹا اسٹیل کمپنی سے عمارت کے لئے زمین حاصل کرنے کی جدوجہد کے سلسلے میں ڈاکٹر سید محمود صاحب سے رابطہ قائم کرنا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب کہ موصوف نائب صدر وزیر خارجہ کے عہدہ پر فائز تھے۔ انہوں نے میرے ایک

مراسلہ کے جواب میں جملہ کاغذات کے ساتھ دہلی طلب کیا۔ میں احتیاطاً ان کے دیئے ہوئے وقت سے ایک دن قبل ہی دہلی پہنچ گیا۔ دل نیاز پیشہ نے اصرار کیا کہ پہلی شب کیوں نہ سرکار محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کے حضور بسر کی جائے۔ چنانچہ اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سیدھے بستی نظام الدین کے لئے چل پڑا۔ چار بجے شام کا وقت تھا۔ بس سے اتر کر جیسے ہی بستی نظام الدین میں داخل ہوا مجھے کچھ فاصلے پر دو آدمی نظر آئے۔ وہ میری طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے بالکل ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مجھے پہچانتے ہوں اور میرا انتظار کر رہے ہوں۔

جب میں ان کے قریب پہنچا تو ان کی داڑھی اور پیشانی کا گھٹا دیکھ کر میں ہکا بکا رہ گیا۔ میں نے اپنی ساری عمر میں اتنی لمبی داڑھی اور پیشانی کی سطح پر ابھرا ہوا داغ کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ بہت تپاک سے میری طرف بڑھے اور میرا راستہ روک کر انتہائی لجاجت کے ساتھ کہنے لگے:

"حضت! یہی ہے تبلیغی جماعت کا وہ مرکز جہاں سے ساری دنیا میں اسلام پھیل رہا ہے۔ زحمت نہ ہو تو ذرا دیر کے لئے اندر تشریف لے چلئے۔ اپنی آنکھوں سے چل کر دیکھئے کہ کس طرح دین زندہ ہو رہا ہے۔ مدت ہوئی دین کے ایک مخلص خادم نے یہاں اپنی روحانیت کا پودا لگایا تھا اب وہ جوان ہو گیا ہے اور اس کی برکات سے ایک عالم فائدہ اٹھا رہا ہے۔ بس ایک نظارہ کر لیجئے کہ مرجھائے ہوئے اسلام کو دین کے خادموں نے کیسا تر و تازہ کر دیا ہے"۔

میں خود بھی بہت دنوں سے چاہتا تھا کہ موقعہ ملے تو کسی دن تبلیغی جماعت کے کاروبار کو قریب سے چل کر دیکھا جائے۔ منہ مانگی مراد سمجھ کر میں ان کے ہمراہ چل پڑا۔ صدر گیٹ سے داخل ہوتے ہوئے ایک بارہ دری میں ادھیڑ عمر کے کچھ لوگ پارہ عم پڑھ رہے تھے۔ ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان لوگوں نے بتایا: "یہ علاقہ میوات کے نو مسلم لوگ ہیں۔ ان کے باپ دادا مسلم تھے۔ یہ لوگ بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے تھے لیکن کفریہ اور شرکیہ رسموں میں یہ لوگ اس طرح ڈوبے ہوئے کہ اسلام سے دور کا بھی لگاؤ نہیں رہ گیا تھا۔ تبلیغی جماعت کے پاک باطن رہنماؤں نے حکمت عملی اور لگاتار جدوجہد کے ذریعہ ان کا پرانا مذہب تبدیل کرا کے انہیں حقیقی اسلام سے روشناس کیا۔ اب یہ لوگ شب و روز مرکز میں رہ کر دین سیکھتے ہیں۔ جب یہ پکے ہو جائیں گے تو اپنا علاقہ خود سنبھال لیں گے"۔

بعد میں ہمیں معلوم ہوا کہ یہ لوگ سالہا سال سے پارہ عم پڑھ رہے ہیں اور تبلیغی جماعت والوں نے اپنی دوکان میں انہیں نمونے کے مال کی طرح سجا کے رکھا ہے۔ باہر سے آنے والوں کو سب سے پہلے یہی مال دکھلایا جاتا ہے تاکہ دماغ پر پہلا اپریشن اتنا زوردار ہو کہ ذہن مرعوب ہو کے رہ جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ لوگ مجھے اپنے ساتھ لئے آگے بڑھے اور ایک کمرے کے سامنے پہنچ کر رک گئے۔ اور کمرے کے لوگوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا:

"یہ تبلیغی جماعت کے نہایت روشن دماغ اور تجربہ کار علماء ہیں۔ دماغی تطہیر کے فن میں یہ لوگ عظیم مہارت رکھتے ہیں۔ خیالات کا دھارا موڑ کر دین کی طرف لگا دینا ان کا شب و روز کا مشغلہ ہے۔ آپ ان کے پاس تھوڑی دیر بیٹھئے ان کی صحبت ذہن و فکر کی تسکین کے لئے اکسیر ہے"۔ یہ کہتے ہوئے وہ دونوں باہر نکل گئے اور غالباً پھر اپنی شکار گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ان کے چلے جانے کے بعد ان تبلیغی مولویوں نے مجھے نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے ساتھ بٹھلایا۔ انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مجھے راستے میں اچک لیا گیا ہے۔ اپنے تئیں وہ بھی سمجھ رہے تھے کہ میں اپنے وطن سے بالمقصد یہیں کے لئے چلا ہوں۔ جب انہوں نے نہایت اصرار کے ساتھ مجھ سے دریافت کرنا شروع کیا کہ میں یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہوں تو مجھے معاً خیال آیا کہ تبلیغی جماعت کے اندرونی حالات سے واقفیت ہونے کے لئے جو ایک زریں موقعہ ہاتھ آگیا ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہئے۔

میں نے ان سے کہا کہ "میں جمشید پور سے آرہا ہوں، وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق ایک نہایت ضروری بات حضرت جی سے کہنی ہے"۔ اسوقت "حضرت جی" کے منصب پر مولوی محمد یوسف صاحب فائز تھے۔ انہوں نے ہزار معلوم کرنا چاہا کہ وہ کون سی بات ہے لیکن میں نے ہر بار یہ کہہ کر ٹال دیا کہ "حضرت جی" ہی سے کہوں گا۔

جب وہ لوگ میری طرف سے مایوس ہو گئے تو انہوں نے بتایا کہ حضرت جی تبلیغ کے لئے شہر کو گئے ہیں۔ وہ اپنی تبلیغی مہم سے کافی رات گئے لوٹیں گے۔ اب نماز فجر کے بعد ہی ان سے ملاقات ہو سکے گی"۔

یہ سن کر میں خاموش ہو گیا اور تھوڑی دیر کے بعد موقع پا کر چپکے سے درگاہ شریف کی طرف نکل گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ پوری رات محبوب الٰہی کی چوکھٹ پر بسر ہوئی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر جب میں پارلیمنٹ جانے کے لئے درگاہ شریف سے واپس لوٹا تو پھر مجھے راستہ میں وہ دونوں "شکاری" مل گئے۔ دور ہی سے انہوں نے مجھے آواز دی۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو انہوں نے خوشخبری سنانے والے کے انداز میں خبر دی: "مولوی صاحب! تم کہاں چلے گئے تھے؟ حضت جی صبح سے تمہیں تلاش کر رہے ہیں۔ چلو جلدی چلو"۔ جیسے ہی میں ان کے ہمراہ اندر داخل ہوا پہلے دن والے مولوی صاحبان مجھے مل گئے۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا۔: "مولوی صاحب! تم کل شام کو چپکے سے اٹھ کر کہاں چلے گئے۔ ہم لوگ تمہاری تلاش میں بہت پریشان ہوئے۔ میں نے جواب دیا: "درگاہ شریف چلا گیا تھا وہیں رات گزاری"۔ یہ سنتے ہی اپنے چہرے پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا:

"تم رات بھر اس بدعت خانے میں کیا کرتے رہے۔ کیا تم جماعت میں ابھی نئے نئے شامل ہوئے ہو؟ کہیں آنے جانے کے لئے کم از کم ہم لوگوں سے پوچھ لینا چاہئے تھا۔ یہ دہلی ہے یہاں تو ایک سے ایک تماشا ہے۔ لیکن دین کی راہ میں نکلنے والے تماشے کے لئے تھوڑے ہی آتے ہیں۔ یہاں آنے کے بعد بھی اگر جائز و ناجائز کا فرق نہیں ملحوظ رکھا گیا تو یہاں آنا کس کام کا؟"۔ میں نے بات ٹالتے ہوئے کہا: "یونہی ذرا دیکھنے چلا گیا تھا کہ وہاں ہوتا کیا ہے اور باقی سب خیریت ہے"۔ اس پر ایک صاحب نے منہ بگاڑتے ہوئے ارشاد فرمایا "خیر اتنے میں کوئی مضائقہ نہیں!" اس کے بعد وہ لوگ مجھے "حضرت جی" کے دیوان خانے میں لے کر چلے گئے۔

حضرت جی اس وقت اپنی فوج کے کمانڈروں کو کیک تقسیم کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی دریافت کیا: "یہ کون صاحب ہیں، کہاں سے آئے ہیں؟" ایک مولوی صاحب نے سر جھکا کر جواب دیا: "حضت جی! یہی مولوی صاحب جمشید پور سے آئے ہیں۔ وہاں کی تبلیغی جماعت کے متعلق کوئی ضروری بات حضور والا سے کہنا چاہتے ہیں"۔ اتنا سن کر حضرت جی نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے دریافت فرمایا: "کہو کیا کہنا ہے؟"

میں نے گلا صاف کر کے جمشید پور کی تبلیغی جماعت کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہاں شروع شروع میں تبلیغی جماعت کا بہت اچھا اثر قائم ہو گیا تھا۔ عام لوگ اس کی تبلیغی سرگرمیوں سے بے حد متاثر تھے اور ان کی طرف سے حسن ظن رکھتے تھے لیکن جب سے کچھ تبلیغی کارکنوں نے میلاد و قیام اور علم غیب جیسے اختلافی مسائل میں اپنے عقیدہ کا اظہار کر دیا اس وقت سے بہت سے لوگ تبلیغی جماعت سے علیحدہ ہو گئے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سی مسجدوں میں تبلیغ کا کام بند ہو گیا ہے"۔

ابھی میں اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ حضرت جی کے چہرہ کا رنگ سرخ ہو گیا۔ وہ فرط غضب میں اپنے زانو پر ہاتھ مارتے ہوئے چیخ پڑے۔ اور اپنے تئیں تبلیغی جماعت کا ایک ناتجربہ کار کارکن سمجھتے ہوئے مجھے ڈانٹنا شروع کیا۔

"جب لوگ تبلیغ کا ڈھنگ نہیں جانتے تو کس نے کہہ دیا کہ وہ تبلیغ کریں۔ یہاں مجھے تبلیغ کرتے ہوئے بیس سال ہو گئے ہیں میں نے کسی سے بھی نہیں کہا کہ میلاد و فاتحہ چھوڑ دو۔ حالانکہ جاننے کی حد تک سب جانتے ہیں کہ میرا بھی عقیدہ مسلک وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے۔ لیکن میں نے اچھی طرح تجربہ کر لیا ہے کہ ان چیزوں سے براہ راست روکنے کی بجائے اب لوگوں کا ذہن بدلنے کی ضرورت ہے۔ تبلیغی گشت اور مرکز میں چلہ گزارنے کا راز یہی ہے کہ لوگوں کو اپنے علماء کی صحبت میں زیادہ سے زیادہ اٹھنے بیٹھنے کا موقعہ فراہم کیا جائے۔ یہاں کے ماحول میں ذہن ڈھلنے کے بعد لوگ خود بخود ان چیزوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔ بلکہ اپنے عقیدے میں اتنے سخت ہو جاتے ہیں کہ دوسروں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں"۔

میری طرف رخ کر کے حضرت جی نے حکیمانہ انداز میں فرمایا: "مولوی صاحب! آپ اچھی طرح سمجھ لو کہ ہم لوگ ابھی اس ملک کے اندر اقلیت میں ہیں جبکہ بدعتیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ ان حالات میں اپنا مذہب پھیلانے کے لئے ہمیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ان لوگوں کے ساتھ مکر سے کام لیں۔ آخر مکر بھی تو کوئی چیز ہے کفر و شرک سے پھیرنے کے لئے مکر سے کام لینا قطعاً کوئی گناہ کی بات نہیں ہے۔ حق پرستی کے جوش میں آکر ہم تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور وغیرہ کے عقائد برملا بیان کر دیں تو لوگ ہمیں مسجدوں میں نہ گھسنے دیں۔ اس لئے میں تمام تبلیغی کارکنوں کو سخت تاکید کرتا ہوں کہ وہ بدعتیوں کے ساتھ مکر سے کام لیں یعنی مصلحت کا تقاضا ہو تو میلاد و قیام بھی کر لیں بلکہ اگر ضرورت پیش آجائے تو اپنے علماء کو برا بھلا بھی کہہ دیں۔ جیسے بھی ہو ان کے ساتھ لگے رہیں، انہیں اپنے ہمراہ لے کر جماعتوں میں پھرائیں۔ کبھی نہ کبھی ان میں سے لوگ ٹوٹ کر ادھر آہی جائیں گے۔

مولوی صاحب! دیکھو! یہاں مجھے بیس سال ہو گئے تبلیغ کا کام سنبھالے ہوئے۔ اختلافی مسائل تو بڑی چیز ہے اس کی ہوا بھی میں نے کسی کو نہیں لگنے دی۔ بس اتنا کیا کہ تبلیغی گشتوں، لگاتار چلوں اور اجتماعات کے ذریعہ اپنے بزرگوں کی عقیدت ان کے دلوں میں بٹھا دی۔ کسی کو دیوبند لے جا کر حضرت شیخ الاسلام سے مرید کرا دیا، کسی کو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کی طرف رجوع کیا جس کو جیسا پایا اس کے ساتھ ویسا ہی معاملہ پایا۔ یہ جو تم ہزاروں آدمیوں کو دیکھ رہے ہو جو تبلیغ میں دن رات لگے ہوئے ہیں ان میں سے اکثر لوگ کٹر بدعتی اور قبر پرست تھے لیکن اپنے علماء کی عقیدت کے زیر اثر خود ہی ان کا ذہن بدل گیا یہاں تک کہ جن شرکیہ رسموں کو کہنے پر بھی وہ نہیں چھوڑ سکتے تھے اب بغیر کہے سنے چھوڑ دیا۔ تبلیغی جماعت نے اسی راز کو پا لیا ہے کہ جس کی عقیدت دل میں پیدا ہو جاتی ہے آدمی اس کا مذہب بھی قبول کر لیتا ہے"۔

حضرت جی اپنا سلسلہ گفتگو ختم کر کے جب خاموش ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ آپ اپنی یہ ہدایات قلم بند کر دیں تو آپ کو لوگوں تک پیغام پہنچانے میں بڑی مدد ملے گی۔ اس درخواست پر حضرت جی نے تیور بدل کر کہا:

"پھر تم نے غلط سوال کیا۔ ہمارے پاس یہاں سارا کام زبان سے چلتا ہے۔ قلم استعمال نہیں کیا جا سکتا بجز اس کے کہ کارکنوں اور طالبین کے خطوط کے جوابات دے دئے جاتے ہیں۔ تبلیغی جماعت کا کاروبار کتنا پھیل گیا ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن لکھت پڑھت کے لئے ایک رجسٹر بھی تم ہمارے یہاں نہیں پاؤ گے"۔ حضرت جی یہ کہہ کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے اور میں باہر نکل آیا۔

اس وقت میرا دل مسوس کے رہ گیا کہ کاش میرے پاس ٹیپ ریکارڈر ہوتا اور میں حضرت جی کی آواز کو اس میں قید کر لیتا تو آج مجھے تبلیغی جماعت کی اصل حقیقت سے روشناس کرانے کے لئے ایک کتاب لکھنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ صرف دو انچ کا فیتہ سارے زمانے کو اس صدی کا سب سے بڑے مرکز "دجل و فریب" سے واقف کرا دیتا۔

آج حضرت جی کے مذکورہ بالا "ارشادات" پر سوائے خداوند ذوالجلال کے اور کوئی گواہ میرے پاس نہیں ہے۔ فرشتوں کا ایک نوشتہ ضرور ہے لیکن افسوس کہ وہ اس میدان میں کھلے گا جہاں تبلیغی جماعت کو انجام معلوم کرنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت ہی باقی نہیں رہے گی۔ جو لوگ میری اس "خود نوشت آپ بیتی" پر اعتماد کر سکیں ان سے عرض کروں گا کہ تبلیغی جماعت کی صحیح تعبیر کے لئے اب وہ خود ہی لغت میں کوئی مناسب لفظ تلاش کر لیں۔ کافی غور و خوض کے بعد بھی مجھے اب تک کوئی ایسا لفظ نہیں مل سکا جو "رہبری" اور "رہزنی" دونوں مفہوم کو ایک ساتھ ادا کر سکتا ہو۔

اب باقی رہ گئے وہ لوگ جو میری خود نوشت پڑھ کر بے ساختہ بول اٹھیں گے کہ یہ سو فیصد غلط، بے بنیاد اور سر تاپا افترا ہے۔ ان سے میں التماس کروں گا کہ کسی بھی خبر پر اعتماد کرنے کے لئے شہادت کے علاوہ اب تک جتنے ذرائع دریافت ہو سکے ہیں اپنے اطمینان قلب کے لئے وہ سارے ذرائع استعمال میں لائیں۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ کسی بھی آزمائش کا سامنا کرنے کے لئے میں اپنے آپ کو ہمیشہ تیار رکھوں گا۔

مرکز نظام الدین سے واپسی کے بعد حضرت جی کی ہدایات کا ردعمل میرے دماغ پر اتنا سخت ہوا کہ کئی دن تک مجھ پر سکتے کی سی کیفیت طاری رہی۔ میں بار بار یہی سوچتا رہا کہ اہل سنت کے مذہبی مستقبل کا اب کیا ہو گا۔ زبان و قلم اور علم و استدلال کی جنگ ہو تو میدان سر کیا جا سکتا ہے لیکن مکر و فریب کے ان ہتھیاروں کا ہمارے پاس کیا جواب ہے۔ ہمارا دینی مزاج تو ایک لمحے کے لئے بھی اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ ہم فریب کی راہ سے کسی کو اپنا ہمنوا بنائیں یا اسلام کی تبلیغ کے لئے کفر کا شیوہ اختیار کریں۔ اس وقت سے یہ سوال میرے دل کا ایک چبھتا ہوا کانٹا بن گیا کہ سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے دام فریب سے کس طرح بچایا جائے۔ شکاریوں کو میں اپنے پیشے سے نہیں روک سکتا تھا۔ اب میرے اختیار کی بات صرف یہی رہ گئی تھی کہ میں شور مچا کر سارے مسلمانوں کو ہوشیار کر دوں کہ وہ تبلیغی جماعت کے دام فریب سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اپنے بھائیوں کے دین و ایمان کی سلامتی کے

لئے میری روح کا یہ اضطراب قدرتی طور پر میرے ذاتی تجربے کا ردعمل تھا اور ہے کیونکہ چور کو کسی دیوار میں نقب لگاتے دیکھ کر شور نہ مچانا فطرت انسانی سے جنگ کرنا ہے۔

تیسرا واقعہ : ترچنا پلی (مدراس) کے احباب کی دعوت پر میں نے ۱۹۶۹ء میں جنوبی ہند کا سفر کیا۔ واپسی میں حیدر آباد میں ایک دن کے لئے قیام کرنا پروگرام میں شامل تھا۔ اس لئے بنگلور ہوتے ہوئے سکندر آباد میل سے میری واپسی ہوئی۔ بد قسمتی سے یہ وہ زمانہ تھا جب کہ تلنگانہ کی تحریک بالکل شباب پر تھی۔ ریاست کے بہت بڑے حصے پر مظاہرین نے ایک آگ سی لگا رکھی تھی۔ شہری زندگی کا سارا نظام درہم برہم ہو کے رہ گیا تھا۔ رات کے وقت میری ٹرین اس علاقہ سے گزر رہی تھی جو تخریب کاروں کا بہت بڑا مرکز تھا کہ اچانک ایک دھچکے کے ساتھ ٹرین رک گئی۔ سارے مسافر سکتے کی حالت میں اٹھ پڑے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آگے لائن اکھاڑ دی گئی ہے۔ تقریباً اٹھارہ گھنٹے تک لائن کی مرمت کے انتظار میں ہم لوگوں کو وہاں رکنا پڑا۔

صبح کے وقت نیچے اتر کر ایک درخت کے سائے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر کے ایک مولوی صورت مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی پڑے۔ ان کے ساتھ ایک کمسن نوجوان بھی تھا۔ وہ میرے پاس آکر بیٹھ گئے اور میرے متعلق یہ معلوم کرنا چاہا کہ میں کہاں سے آرہا ہوں اور مجھے کہاں جانا ہے۔ بات چیت کے دوران جب میں نے ان کا تعارف حاصل کرنا چاہا تو انہوں نے بتایا کہ وہ حیدر آباد کی تبلیغی جماعت کے امیر ہیں۔ کیرالہ ایک اجتماع میں گئے تھے وہاں سے لوٹ رہے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ ساتھ کا نوجوان ایک بہت بڑے دولت مند گھرانے کا لڑکا ہے جو حال ہی میں تبلیغی جماعت سے منسلک ہوا ہے۔ اب ان کے ساتھ گفتگو میں دلچسپی لیتے ہوئے میں اطمینان سے بیٹھ گیا۔ وہ تبلیغی جماعتوں کے قصے سناتے رہے اور میں خاموشی سے سنتا رہا۔ تبلیغی جماعت کے متعلق چونکہ وہ میرے نقطہ نظر سے واقف نہ تھے اس لئے بغیر جھجھک کے وہ بولتے رہے۔ اسی سلسلے میں انہوں نے حیدر آباد کی تبلیغی جماعت کی کارگزاریوں کا تذکرہ چھیڑ دیا۔ جب وہ کہہ چکے تو میں نے ان سے ایک سوال کیا، "حیدر آباد تو درگاہوں، خانقاہوں اور مزاراتی روایات کا بہت بڑا گڑھ تھا وہاں تبلیغی جماعت کو قدم جمانے کا موقعہ کیونکر ملا"۔ اس سوال پر وہ اس طرح مسرور ہو گئے جیسے میں نے ان کے حسن تدبر اور ذہانت کا لوہا مان لیا ہو۔ اسی کے بعد اسی جذبہ مسرت کی ترنگ میں انہوں نے یہ کہانی سنائی :

"اس میں کوئی شک نہیں کہ حیدر آباد عہد قدیم سے بدعتیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ قدم قدم پر کفر و شرک کے بے شمار اڈے تھے۔ وہاں اٹھانوے فیصد مسلم آبادی شرکیہ رسموں اور بدعات ہی کو اسلام سمجھتی تھی۔ اس لئے بہت ہی حسن تدبیر اور ذہانت کے ساتھ ہمیں اس مرحلے سے گزرنا پڑا۔ عرس و فاتحہ کی مخالفت کرنے کی بجائے ہم نے یہ طریقہ اپنایا کہ جہاں کہیں عرس کا میلہ لگتا ہم اپنا تبلیغی وفد لے کر پہنچ جاتے اور لوگوں کو کلمہ و نماز کی تبلیغ کرتے۔ اصرار کر کے بعض زائرین کو بھی گشت میں اپنے ساتھ رکھتے۔ اس طریقہ کار سے ہمیں دو فائدے پہنچے۔ پہلا فائدہ تو یہ پہنچا کہ ایک بالکل اجنبی حلقے میں ہماری آواز پہنچ گئی اور دوسرا سب سے بڑا فائدہ یہ حاصل ہوا کہ کبھی بدعتی مولویوں نے اپنے عوام کو ہماری طرف سے بدظن بھی کرنا چاہا کہ یہ بدعقیدہ اور عرس و فاتحہ کے مخالف لوگ ہیں تو انہی کے عوام نے انہیں جھٹلا دیا کہ یہ لوگ عرس و فاتحہ کے مخالف ہوتے تو فلاں فلاں عرس میں کیوں دیکھے جاتے۔

اپنی کارگزاریوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں ہمیں ان گدی نشین پیروں سے بھی کافی مدد ملی جو بریلویوں کی طرح اپنے مسلک میں سخت نہیں ہیں۔ ہم ان کی خانقاہوں میں حاضر ہوئے اور ایک خوش عقیدہ نیاز مند کی طرح ہم نے ان کی دست بوسی کی اور انہیں اپنے اجتماع میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ کئی بار کی آمدورفت کے بعد جب وہ تیار ہو گئے تو انہیں نہایت اعزاز و تکریم کے ساتھ اپنے اجتماع میں لے آئے۔ ان کی ہمرکابی میں ان کے مریدین کا جو دستہ آیا تھا اس نے جب اپنے پیر کے ساتھ ہمارا نیاز مندانہ رویہ دیکھا تو وہ ہم سے کافی حد تک مانوس ہو گیا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے دوستوں اور پیر بھائیوں میں ہماری خوش عقیدگی کا ایک اچھا خاصا اشتہار بن گیا۔ اسی طرح رفتہ رفتہ ہم بغیر کسی فکری تصادم کے وہاں کے اجنبی حلقوں میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ آج ان حلقوں کی بڑی تعداد نہ صرف یہ کہ تبلیغی جماعت کی ہمنوا بن گئی ہے بلکہ ہم نے انہیں ذہنی طور پر اتنا بدل دیا ہے کہ اب اگر ان کے پیر صاحبان بھی ہم سے قطع تعلق کا انہیں حکم صادر فرمائیں تو وہ اپنے پیر سے قطع تعلق کر سکتے ہیں لیکن اپنی جماعت کے خلاف کچھ سننا برداشت نہیں کریں گے۔

یہاں پہنچ کر ان کا لب و لہجہ بدل گیا۔ انہوں نے فاتحانہ لہجہ میں کہا : "مولانا! خدا کا شکر ادا کیجئے کہ تبلیغی جماعت کی خاموش جدوجہد کے نتیجہ میں اب وہاں کفر و شرک کے مراکز کی وہ دھوم دھام باقی نہیں ہے۔ میلاد وفاتحہ اور بدعات کی چہل پہل بھی اب دن بدن ماند پڑتی جا رہی ہے۔ ہمارا جذبہ جہاد اسی طرح سلامت رہ گیا تو وہ دن دور نہیں ہے جب کہ ان مزاروں پر کھیاں بھنبھنائیں گی اور ہم ان صنم خانوں کی ویرانی پر شکرانے کی نماز ادا کریں گے؟"

گفتگو کے اس آخری حصے پر میرا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا۔ میں نے تیور بدل کر ان سے کہا :" **آپ کی کارگزاریوں کی روداد سننے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس دنیا میں دجل و فریب کی آخری تربیت گاہ کا نام اب تبلیغی جماعت ہے۔ یہ دنیا اپنی عمر کے آخری حصے سے گزررہی ہے۔ ہو سکتا ہے قدرتی طورپر دجال کا کیمپ آپ ہی لوگوں کے ہاتھوں تیار کرایا جا رہاہو"۔ اُس جواب پر وہ ہکا بکاسے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے، "بڑا دھوکہ ہوا میں آپ کو اپنا سمجھ رہا تھا"۔**

("تبلیغی جماعت" صفحہ ۲۰ تا ۳۵
ازعلامہ ارشد القادری صاحب
ناشر مکتبہ نبوی گنج بخش روڈ لاہور)

بقیہ: تاریخ احمدیت سے

میں غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کرایا۔ اس لئے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھ کر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات میں مشتہر فرمائیں اور جس وقت ان کو معلوم ہو کہ فلاں شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اس کو اپنے جریدہ میں مشتہر کرائیں اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھیں کہ بشرط ضرورت اس سے خط و کتابت ہو سکے"۔

(بحوالہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم صفحہ ۹۷۔۱۰۰)

اس خبر نے "ناظم الہند" اور دوسرے تمام اخبارات پر بجلی سی گرا دی۔ یہ وہ اخبارات تھے جنہوں نے حسین کامی کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے ہوئے یہاں تک لکھ ڈالا تھا کہ یہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم جو پاک باطنی اور دیانت اور امانت کی وجہ سے سراسر نور ہیں اس لئے قادیان میں بلائے گئے ہیں تاکہ مرزائے قادیان اپنے افترا سے اس نائب الخلافت یعنی مظہر نور الٰہی کے ہاتھ پر توبہ کرے اور آئندہ اپنے تئیں مسیح موعود ٹھہرائے جانے سے باز آ جائے۔ لیکن قدرت حق نے جلد ہی حسین کامی کے مکروہ چہرے سے نقاب سرکا دیا اور خدا کی بات کمال صفائی سے پوری ہوئی۔

سلطنت ترکی میں انقلاب اور سلطان عبدالحمید ثانی کی معزولی

اب سلطنت ترکی کی نسبت سنئے۔ حضرت اقدسؑ نے خبر دی تھی کہ "سلطان روم کی حالت اچھی نہیں ہے اور میں کشفی طریق سے اس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں" اور بتایا تھا کہ ترکی گورنمنٹ میں کئی ایسے دھاگے ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت رکھنے والے ہیں۔ گو حضرت اقدسؑ کا دینی عقیدہ یہ تھا کہ سلطان ترکی حرمین کا محافظ نہیں بلکہ حرمین اس کے محافظ ہیں تاہم آپ اس سلطنت کو مسلمانوں کے لئے مغتنمات میں سے سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ کو طبعاً صدمہ ہوا اور آپ رقت اور درد سے بھر گئے۔ آپ کا یہ کرب و اضطراب درگاہ الٰہی میں پہنچا اور بالآخر جنوری ۱۹۰۴ء میں آپ کو الہاماً بتایا گیا کہ "غلبت الروم فی ادنی الارض و هم من بعد غلبهم سیغلبون" کہ اہل روم نزدیک کی زمین میں مغلوب کئے جائیں گے اور وہ عنقریب مغلوب ہونے کے بعد غلبہ پائیں گے۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں ہی سلطنت ترکی کے انقلاب کے آثار نمودار ہونے لگے اور اس کے کچے دھاگوں کے ٹوٹنے اور اندرونی نظام کے کھوکھلے ہونے کی خبریں بڑی کثرت سے منظر عام پر آنا شروع ہو گئیں۔ جس پر اخبار وکیل امرتسر ۲۷؍اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۸ کالم ۲ نے تبصرہ کرتے ہوئے لکھا "نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عادت زبون نے ترکوں کو یہ دن دکھایا اور عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں اسے برباد کروایا وہ عادت ابھی تک ان میں کم و بیش پائی جاتی ہے اور یہ عادت ملک و قوم کی اغراض پر اپنی اغراض کو ترجیح دینا ہے۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ یہ تباہی بخش مرض عام لوگوں کے طبقہ سے گزر کر مقتدر اور سربرآوردہ طبقہ کے اشخاص میں گھر کر گیا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ کسی نہ کسی نمک حرام ترک افسر کی غداری کی خبریں مشہور نہ ہوتی ہوں۔ اب جو شخص ملک و قوم کی اغراض کو ایک طرف پھینک کر غداری کے میدان میں نکلا ہے کمال الدین پاشا فرزند عثمان پاشا ہے۔ یہ نوجوان (سلطان المعظم کا۔ ناقل) داماد تھا مگر کچھ عرصہ سے اس کی ہوا ایسی بگڑی کہ کسی دشمن نے اس پر ایسا جادو چلایا ہے کہ وہ اعلانیہ سرکشی پر کمربستہ ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر دختر سلطان المعظم نے اس سے کنارہ کر لیا اور زوجیت کے تمام تعلقات قطع کر دیئے۔ اب یہ نوجوان بروسا میں نظر بند کیا گیا ہے اور اسکے تمام تمغہ جات و جاگیر وغیرہ ضبط ہو گئی۔ کیسا دردناک سبق ہے کہ جس شخص کو سلطنت کی ترقی، اقبال میں ساعی ہونا چاہئے تھا وہ سازش کے جرم میں زنداں میں ڈالا جائے۔ جب تک ترکوں میں اس قسم کے آدمی ہیں وہ اپنے آپ کو کبھی بھی خطرہ سے باہر نہیں نکال سکتے۔ ان پے در پے غداریوں اور سازشوں نے ملکی نظام درہم برہم کر دیا جس نے ملک میں سخت ابتری پھیلا دی اور سلطان عبدالحمید ثانی کو ۱۹۰۹ء میں تخت سے اتار دیا گیا اور ان کے بھائی سلطان محمد پنجم بادشاہ ہو گئے۔ سیاسی بحران اس وقت انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ خزانہ لٹ چکا تھا۔ نہ فوج کی حالت درست تھی نہ ملکی نظم و نسق ہی ٹھیک تھا۔ اس کمزوری سے فائدہ اٹھا کر اٹلی نے طرابلس پر قبضہ کر لیا۔ ساتھ ہی بلقان میں لڑائی چھڑ گئی۔ یہ ختم ہوئی تو پہلی جنگ عظیم شروع ہو گئی اور ترکی کو جرمنی کے حلیف کی شکل میں اس میں حصہ لینا پڑا۔ لڑائی جاری تھی کہ سلطان محمد پنجم انتقال کر گئے اور سلطان عبدالوحید تخت پر بیٹھے۔ ۱۰؍اگست ۱۹۱۸ء کو جرمنی نے ہتھیار ڈال دیئے اور اتحادیوں نے انتقام لینے کے لئے ترکی سلطنت کے حصے بخرے کر کے اسے آپس میں بانٹ لیا۔ حجاز، عراق اور فلسطین انگریزوں نے ہتھیا لئے۔ فرانس نے شام پر قبضہ کیا۔ ایشیائے کوچک یونان کو ملا اور باقی حصہ مشترک ملکیت قرار پایا اور بظاہر ترکی سلطنت ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے فرستادہ اور برگزیدہ کی دعاؤں کے طفیل اور اپنے الہام کے مطابق اس کے مردہ قالب میں زندگی کی روح پھونکنے کے لئے نوجوان ترک مصطفیٰ کمال پاشا، رؤف بے اور ڈاکٹر عدنان کو کھڑا کر دیا جنہوں نے تھوڑی بہت فوج جمع کر کے جنگ شروع کر دی۔ خلیفہ عبدالوحید سے اتحادیوں نے حکم لکھوایا تھا کہ مصطفیٰ کمال وغیرہ باغی ہیں اور قتل کے مستحق۔ مگر انہوں نے اعلان کر دیا کہ ہم نہ خلیفہ عبدالوحید کو خلیفہ جانتے ہیں نہ اس کی حکومت کو صحیح حکومت۔ آخر خدا کے فضل سے یونان نے شکست کھائی اور سارا ایشیائے کوچک اتحادیوں کے پنجہ سے نکل کر ترک جھنڈے تلے آگیا۔ ۲۲؍اکتوبر ۱۹۲۲ء کو قسطنطنیہ پر بھی قبضہ ہو گیا۔ اس عظیم انقلاب کے بعد یکم مارچ ۱۹۲۴ء کو مصطفیٰ کمال پاشا نے جدید ترکی کی حکومت قائم کر لی۔ اور آخری "خلیفۃ المسلمین" حکومت کے ایک گھنٹہ کے نوٹس پر حدود ترکی سے بھاگ کر انگریزوں کے زیر سایہ مالٹا میں پناہ گزیں ہو گیا۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت)

DEUTSCHES LAMM

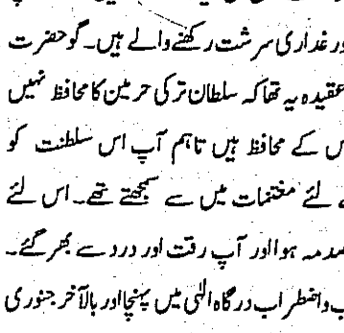

حلال گوشت کے خواہشمند حضرات
بذریعہ فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر فوری
رابطہ کرکے تازہ گوشت حاصل کریں
احمد برادرز

Ch. Iftikhar Ahmad, Baeder Str.24,; 23626 Ratekau Germany

Tel: 04504-201 Fax:04504-202 Mobil: 0171 7923633

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ : پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ : چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک : ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ اردو اور انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ اہم مضامین کا خلاصہ بھی تیار کر کے ارسال کیا کریں۔ یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بعض مضامین دلچسپ ہونے کے باوجود اسلئے اس کالم کی زینت نہیں بنائے جاسکتے کیونکہ "الفضل ڈائجسٹ" کے ہی کسی گذشتہ کالم میں کسی دوسرے رسالے کے حوالے سے ان کا تذکرہ ہو چکا ہوتا ہے۔

امرائے کرام اور متعلقہ عہدیداران سے درخواست ہے کہ اپنے رسائل حسبِ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,
6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

باتیں اِک اللہ والے کی

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوریؓ کی قبولیت دعا کے بعض واقعات مکرم قمر سردار احمد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۱؍اکتوبر ۹۷ء کی زینت ہیں جن سے علم ہوتا ہے کہ حضرت مولوی صاحبؓ نہ صرف مستجاب الدعوات تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت پہلے ہی آئندہ کے حالات کی خبریں بھی آپ کو دے دی جاتی تھیں۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ ایک بار حکومت پاکستان نے اکنامک پول کے نام سے ایک پروقار شعبہ قائم کیا جس میں شامل ہونے کے لئے میں نے دو مرتبہ درخواست دی لیکن کامیابی نہ ہو سکی۔ اس پر میں نے حضرت مولوی صاحبؓ سے دعا کی درخواست کی اور آپؓ نے دعا کرنے کے بعد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی بشارت دی ہے۔ چنانچہ کچھ مہینوں بعد ایک بہت بڑے لیول کے گورنمنٹ انٹرویو بورڈ کے سامنے میں تیسری دفعہ پیش ہوا۔ بورڈ کے چیئرمین نے مجھ سے ایک بہت مشکل اقتصادی سوال پوچھا جسے میں پوری طرح سمجھ بھی نہ سکا لیکن میں نے ہمت کر کے اس کا جواب اس طرح دیا جس طرح اندھیرے میں چھلانگ لگائی جاتی ہے۔ اب میرا خیال تھا کہ میرا انٹرویو ختم کر دیا جائے گا لیکن میرا جواب میرے خیال کے برعکس مختلف رنگ میں سمجھا گیا اور میری حیرانی کی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ چیئرمین صاحب بہت متاثر ہوئے اور پوچھنے لگے کہ کیا میں اس مضمون پر تازہ ترین امریکن تھیوری کی بات کر رہا ہوں۔ لیکن میں جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اس لئے مسکرا کر خاموش رہا جس کا مطلب کچھ بھی لیا جاسکتا تھا۔ آخر کار مجھے اس پول سروس کیلئے منتخب کر لیا گیا حالانکہ میں کبھی بھی اکنامکس کا طالبعلم نہیں رہا تھا۔

مضمون نگار مزید بیان کرتے ہیں کہ ۶۲ء میں میری تعیناتی ڈھاکہ میں تھی اور قانون کے مطابق مجھے تین سال وہاں گزارنا لازمی تھے۔ لیکن ابھی دو سال ہی گزرے تھے کہ میری والدہ شدید بیمار ہو گئیں اور دل میں ان کی خدمت کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ میں نے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کو اپنا مسئلہ پیش کر کے تبادلہ کی درخواست کی تو انہوں نے قوانین کے مطابق درخواست رد کر دی۔ اس پر توجہ دعا کی طرف مبذول ہوئی۔ حضرت مولوی صاحبؓ سے بھی دعا کیلئے عرض کیا تو آپؓ نے آٹھ دس دن کے بعد پوسٹ کارڈ کے ذریعے اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا ہے کہ تبادلہ ہو جائے گا۔ چنانچہ اس کے بعد جلد جلد خلافِ توقع تبدیلیاں پیدا ہوئیں اور آڈیٹر جنرل بدل گئے۔ ایک نئی کارپوریشن وجود میں آئی جس کے فنانس ممبر نے نئے آڈیٹر جنرل سے درخواست کی کہ وہ میری تبدیلی لاہور میں کروادیں تاکہ میں لاہور میں ان کی کارپوریشن کا کام کر سکوں۔ چنانچہ افسر اعلیٰ نے میرے متعلق خود حکومت سے قوانین میں نرمی حاصل کر کے مجھے لاہور میں متعین کروادیا اور یہ سب کچھ صرف دو مہینے کے اندر ہو گیا۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

اچھی مائیں

روزنامہ "الفضل" ربوہ کا ایک سلسلہ ہے "اچھی مائیں"۔ جس میں ۲۴؍اکتوبر کے شمارہ میں مکرم لیفٹیننٹ کرنل (ر) بشارت احمد صاحب اپنی والدہ محترمہ امتہ الرحمان صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ میری ماں بڑی دعاگو خاتون تھیں۔ ۶۵ء کی جنگ میں خاکسار سیالکوٹ محاذ پر تھا، والدہ میری طرف سے پریشان تھیں۔ ایک روز تہجد میں سخت اضطراری حالت طاری ہو گئی تو بارگاہ ایزدی سے آواز آئی "پاکستان محفوظ رہے گا"۔ میری ماں نے عرض کیا الٰہی پاکستان میں تو ماؤں کے ہزاروں لاکھوں فرزند محاذ پر ہیں، میرے اکلوتے بشارت کا کیا بنے گا۔ پھر آواز آئی "سیالکوٹ کا محاذ محفوظ رہے گا"۔ ڈرتے ڈرتے پھر ملتجی ہوئیں الٰہی اس محاذ پر بھی ہزاروں فرزند لڑ رہے ہیں میرے بشارت کی خبر دے تو پھر تیسری خوشخبری ملی "تیرا بیٹا بھی امان میں رہے گا"۔

اس خواب کا ذکر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے تین چار مختلف مواقع پر فرمایا، نیز یہ بھی فرمایا کہ ہندوستان میں ابھی تک وہ گولا یا گولی نہیں بنی جو اس ماں کے اکلوتے بیٹے کو مار سکے۔ اور مجھے بھی ایک موقع کی تلاش تھی چنانچہ ۷۱ء میں چھمب جوڑیاں کے سخت ترین محاذ پر مجھے ایک جاندار حملے کا موقع ملا جس کی دوست دشمن سب تعریف کرتے رہے۔ جو بھی حیرت سے پوچھتا کہ تمہیں ایسی جرأت کا کام کرنے کی کیا سوجھی تو میرا یہی جواب ہوتا "ماں کی دعا"۔

مضمون نگار مزید لکھتے ہیں کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی ماں کی قدر کریں، اس سے محبت کریں۔ یہ بڑھاپے میں کمزور اور چڑچڑی بھی ہو جائیں گی لیکن یہ ہمارے لئے سایہ خداوندی سے کم نہیں ہیں۔ ان کی ہوئی دعائیں ہمیں آگ اور طوفان سے نکال کر عافیت سے ہمکنار کر دیں گی۔ ہندوستان کی قید کے دوران اودھم پور کے سکھ سرجن نے مجھے واضح طور پر بتایا کہ کرنل صاحب تمہارا بلڈ پریشر، ہارٹ اور نبض بالکل بند ہے، تم کسی وقت بھی مر جاؤ گے۔ میں نے بڑے وقار اور بھروسے سے کہا ڈاکٹر صاحب میری ٹانگ نہیں کٹے گی اور میں بچ جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا ڈاکٹر میں ہوں یا تم۔ میں نے کہا مجھے میری ماں کی دعا ہے۔ آخر بفضل خدا تعالیٰ وہی ہوا جو میری ماں کی دعاؤں کے طفیل تھا۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

کافی (COFFEE)
عرب کا مقبول ترین مشروب

سب سے پہلے کافی کا تذکرہ دسویں صدی عیسوی میں ملتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا پودا حبشہ کے کوہستانی علاقوں سے پہلے یمن میں آیا اور پھر ساری دنیا میں پھیلا۔ ایک روایت ہے کہ ایک صوفی شیخ الشاولی نے حبشہ کے ایک پہاڑ کے دامن میں کچھ بکریاں دیکھیں جو خوش ہو کر چھلانگیں مار رہی تھیں۔ یہ دیکھ کر انہیں حیرت ہوئی اور وہ اس جستجو میں لگ گئے کہ آخر یہ بکریاں معمول سے زیادہ چاق و چوبند کیوں ہیں۔ انہوں نے دیکھا کہ بکریاں ایک عجیب و غریب گوندنی جیسا پھل کھا رہی ہیں۔ جب شیخ نے پھل کو چکھا تو ذائقہ کڑوا تھا چنانچہ انہوں نے اسے ابال کر اس کا پانی پیا تو مزہ اگرچہ کڑوا ہی تھا لیکن شیخ کا دماغ کشادہ ہو گیا اور نیند غائب ہو گئی چنانچہ وہ اپنے ساتھ یہ پھل یمن لے آئے جو بہت جلد مرغوب ہو گیا۔ لیکن کچھ مذہبی حلقوں نے اسے نشاط انگیز قرار دیتے ہوئے نشہ آور اشیاء میں شامل کر دیا۔ ابھی کافی کا نشہ آور ہونا یا نہ ہونا زیر بحث تھا کہ یہ مشروب مکہ اور مدینہ میں بھی استعمال ہونے لگا اور بہت سے کافی ہاؤس کھل گئے جہاں رات گئے تک موسیقی اور کھیلوں وغیرہ کا بھی انتظام ہوتا تھا۔

۱۵۱۱ھ میں مکہ کے ترک فوجی گورنر نے عشاء کی نماز کے بعد خانہ کعبہ کے قریب اچانک قہقہوں کی آوازیں سنیں تو دیکھا کہ دس پندرہ سپاہی اکٹھے بیٹھے کافی پی رہے ہیں۔ گورنر نے کہا کہ جس چیز کو پی کر تم ادب و اخلاق کے بنیادی اصول بھی بھول گئے ہو اور خانہ کعبہ کے سامنے بے ہودگی پر اتر آئے ہو وہ کبھی بے ضرر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ گورنر نے سپاہیوں کو کوڑوں کی سزا دی اور اگلے روز سے ممتاز ماہرین قانون اور منصفین کی باقاعدہ بحث شروع ہو گئی کہ کافی جائز ہے یا ممنوع۔ سات روز کی گرما گرم بحث کے بعد فیصلہ ہوا کہ اجتماعی طور پر اور بازاروں وغیرہ میں کافی پینے پر پابندی لگا دینی چاہئے۔ چنانچہ اسی روز سارے کافی ہاؤس بند کروا کے ان کا سامان ضبط کر لیا گیا۔ لیکن یہ صورتحال زیادہ دیر قائم نہ رہ سکی اور نہ صرف گورنر پر بعض حکمرانوں کی طرف سے اس فیصلے کو منسوخ کرنے کے لئے کہا گیا بلکہ جب ترکوں نے مصر کو اپنی سلطنت میں شامل کیا تو وہاں کافی کو رائج رکھا اور پھر سلطان سلیمان کے دور حکومت میں دو تاجروں نے قسطنطنیہ میں سب سے پہلا کافی ہاؤس کھولا۔ جلد ہی کئی کافی ہاؤس کھولے گئے جہاں شاعر، ادیب اور سرکاری افسر وغیرہ جمع ہوا کرتے اور کافی ہاؤس کو مدرسہ علم کا درجہ مل گیا۔

۱۵۸۲ء میں لیونارڈ راؤلف نے مشرق وسطیٰ کا ذکر کرتے ہوئے اپنے سفرنامے میں مسلمانوں کے اس مشروب کا عمدگی سے ذکر کیا ہے جو روشنائی کی طرح سیاہ ہے اور پیٹ کی امراض کیلئے بڑا مفید ہے۔

۱۸۶۳ء میں جب ترک فوج ویانا کا محاصرہ کئے ہوئے تھی اور اسے باقی ملک سے کاٹ دیا تھا تو پولینڈ کا ایک باشندہ جس کا نام فرانز جارج کاشز تھا ویانا سے بھیس بدل کر نکلا اور ترک لباس میں ترک گانا گاتا ہوا ترک فوج کو چکمہ دے کر ڈیوک آف لارین کے پاس مدد کی درخواست لے کر پہنچ گیا۔ جلد ہی ڈیوک نے مسلح مداخلت کر کے ترکی کی فوج کو محاصرہ ترک کرنے پر مجبور کر دیا۔ فرانز کی خدمات کے اعتراف میں اس کو ویانا کے شہریوں نے شکریہ کے طور پر دو ھزار سونے کے سکے اور ویانا کے شہری حقوق دیتے ہوئے تجارت کی اجازت بھی دی۔ اسی جنگ و جدل کے دوران ترکوں کے کیمپ سے پانچ سو بڑے تھیلے بھی لوٹ لئے گئے جن میں عجیب خوشبودار بیج بھرے ہوئے تھے۔ اگرچہ لوٹنے والوں کو معلوم نہ تھا کہ یہ کیا چیز ہے لیکن فرانز کو معلوم تھا۔ اس نے یہ تھیلے مانگ لئے اور پھر ویانا میں پہلا کافی ہاؤس کھول دیا۔ اسکے بعد سترھویں صدی میں کافی پینے کا رواج سارے یورپ میں پھیل گیا۔

سرزمین عرب کے مقبول ترین مشروب کے بارے میں یہ معلوماتی تاریخی مضمون جناب علی اسد صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳؍اکتوبر ۹۷ء میں ہفت روزہ "لاہور" کے شکریہ سے شاملِ اشاعت ہے۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

محترمہ سکینہ سیفی صاحبہ

مکرم نسیم سیفی صاحب اپنی اہلیہ محترمہ سکینہ سیفی صاحبہ کا ذکر خیر کرتے ہوئے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۴؍اکتوبر ۹۷ء میں رقمطراز ہیں کہ میری اہلیہ قادیان میں پیدا ہوئیں اور اسی ماحول میں پرورش پائی اور مڈل تک تعلیم حاصل کی۔ ستمبر ۳۸ء میں ہم دونوں رشتہ ازدواج میں منسلک ہو گئے اور اپنے ۵۹ سالہ دورِ رفاقت میں سے قریباً ۱۷ سال ہم الگ رہے جس دوران زیادہ وقت میں نے افریقہ میں بطور مبلغ گزارا۔

میری اہلیہ نے ۴۶ء میں باقاعدہ لجنہ اماء اللہ کا کام شروع کیا اور قادیان سے ربوہ شفٹ ہوتے ہوئے جو مختصر عرصہ حافظ آباد میں گزارا تو وہاں بھی لجنہ کا قیام عمل میں لائیں اور لجنہ کی صدر رہیں۔ ۱۹۵۳ء میں نائیجیریا میرے پاس پہنچیں تو وہاں کی لجنہ کو فعال بنانے کے لئے کوشش کرتی رہیں۔ تربیت اور تبلیغ میں بہت کام کیا اور عورتوں کے وفود تبلیغ کیلئے دیہات میں جانے لگے۔ رمضان میں قرآن کریم کا درس دیتیں۔ لجنہ اماء اللہ کے الگ جلسہ سالانہ کا انعقاد بھی شروع کروایا۔ نائیجیریا پہنچنے کے بعد انہوں نے بہت محنت سے انگریزی سیکھی اور جلد ہی روانی کے ساتھ تقریر کرنے اور تحریر پڑھنے کے قابل ہو گئیں۔

مرحومہ مہمان نوازی کے مواقع تلاش کیا کرتی تھیں اور ایک طرح سے نائیجیریا مشن کی میزبان تھیں۔ جو مربیان لیگوس میں جتنا عرصہ بھی مقیم رہتے ان کا کھانا خود تیار کرتیں۔ بعض مربیان کئی کئی سال بھی مقیم رہے لیکن آپ کی مہمان نوازی میں کبھی کمی نہ آئی۔ دفتر کے کارکنان گھر آتے تو آپ کی کوشش ہوتی کہ انہیں کھلایا پلایا جائے اور آپ انہیں بتاتی تھیں کہ میں تمہیں اپنے بیٹوں کی طرح سمجھتی ہوں۔...... عبادت گزار اور منکسر المزاج تھیں۔ ایک بات کا اکثر ذکر کیا کرتی تھیں کہ خدا تعالیٰ کا انکے ساتھ ایسا سلوک ہے کہ جب کسی چیز کی خواہش ہوتی ہے اور وہ گھر میں موجود نہیں ہوتی تو اسی دن شام تک وہ چیز کسی نہ کسی جگہ سے آجاتی تھی۔ بچوں کی تربیت کے سلسلے میں انہوں نے حضرت اماں جانؓ کی یہ بات پیش نظر رکھی کہ پہلے بچے کی بھرپور تربیت کی جائے تو دوسرے بچے اسی کو دیکھ کر اپنے کردار کی تشکیل کرتے ہیں۔ ربوہ میں ایک لمبے عرصے تک بچوں کو قرآن کریم پڑھایا۔ ان کا دستور تھا کہ روزانہ فجر کے بعد تلاوت قرآن کریم کے بعد تجرید بخاری پڑھتیں اور ایسا کرنے میں انہوں نے کبھی ناغہ نہیں کیا۔

-.......☆.......☆.......☆.......-

عمل کے بغیر قولی طاقت اور لسانی قوت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

ارشاد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

12/12/97 - 18/12/97

Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

Friday 12th December 1997
11 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Quiz Programme. - History of Ahmadiyyat (Part 25) (R)
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Dutch (R)
04.30 A Page From the History of Islam
05.00 Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
07.00 Pushto Programme
08.00 Bazm-e-Moshaira: Moshaira Islamabad '96 - Part 1 (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00 Urdu Class
11.00 Computers For Everyone-Part 37
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00 Bengali Programme
14.30 Rencontre Avec Les Francophones- Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
15.30 Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1) Kinderparadies 2) Willkommen in Deutschland 'Glashuttle' 3) Nazm
20.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan - "First Aid"
21.30 Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones- Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends.

Saturday 13th December 1997
12 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 MTA USA Production: 1) Concept of Sin & Atonement
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Computers For Everyone -PPart 37
05.00 Rencontre Avec Les Francophones, Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
08.45 Liqaa Ma'al Arab
09.45 Urdu Class
11.00 MTA Variety: J/S'96 Qadian - Speech by Abdus Salaam Tahir - Islami Usul ki philosophy
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour: 1)Children's Corner with Ameer Sb 2)Qaseedah
14.00 Bengali Programme
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Arabic Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1) Sport 'Fun ball' 2) Der Diskussionskreis 'Sinn des Lebens I' 3) Nazm
20.30 Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
21.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV
22.15 Children's Mulaqat with Huzoor(R)
23.25 Learning Chinese

Sunday 14th December 1997
13 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner: Tarane about Pakistan - Part 2
01.00 Liqaa Ma'al Arab
02.00 Canadian Horizon - Majlis-e-Irfan, Toronto
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese
04.30 Hikayat-e-Shereen
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner: Tarane about Pakistan - Part 2
07.00 Friday Sermon By Huzoor - Rec. 12.12.97
08.00 Question & Answer Session with Hadhrat Khalifatul Masih IV-
09.00 Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Aap Ka Khat Mila with Syed Naseer Shah Sahib
11.30 MTA Variety - History of Norway - Land of Vikings
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon by Huzoor with Indonesia Translation - 2.9.94
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Albanian Programme
18.05 Tilawat ,Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1)Physik 'Wiederholung' 2) Kindersendubg mit Ameer Sahib
20.30 Children's Corner - Kudak No 10
21.00 Swedish Desk: Huzoor's Address on Islamic Humility - 25.9.89
22.00 Dars-ul-Quran (No. 26) (1996) By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25 Learning Chinese

Monday 15th December 1997
14 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Kudak No 10
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Aap Ka khat Mila with Naseer Shah Sahib
02.30 MTA Variety - History of Norway - Land of Vikings
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Chinese (R)
05.00 Mulaqat With Huzoor with English Speaking friends(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner: Kudak No 10
07.00 Dars-ul-Quran (No. 26) (1996) By Huzoor, Fazl Mosque, London (R)
08.30 Quiz by Lajna : Ahmad Nagar VS Majahidabadi
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Sports: All Rabwah Basketball Final, Fazl Umar Club VS Furqan Brother Club
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian
13.00 Indonesian Hour: Tabligh in Phillipine
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1)Begegnung mit Hazoor III 2) Mach Mit "Halwa Puri und Chane", "Rasmalai" 3)Nazm
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00 MTA Switzerland -
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor
23.25 Learning Norwegian

Tuesday 16th December 1997
15 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Sports: All Rabwah Basketball Final , Fazl Umar Club VS Furqan Brother Club
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Norwegian (R)
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00 Pushto Programme
08.00 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Medical Matters: 'Nutrition' Part 2 - Guest: Dr Lateef A Qureshi
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning French
13.00 Indonesian Hour: Friday Sermon by Huzoor with Indonesian Translation - 9.9.94
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (N)
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class (N)
19.30 German Service: 1) Mathematik 'Antiproportionalitat' 2) Kinder-adoption I
20.30 Children's Corner : Tarteel ul Quran
21.00 MTA Belgium - Speech by Ameer Sahib Holland
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat
22.00 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 Learning French.

Wednesday 17th December 1997
16 Sha'aban

00.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
00.30 Children's Corner :Tarteel ul Quran
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00 Medical Matters: 'Nutrition' Part 2 - Guest: Dr Lateef A Qureshi
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning French
04.30 Hikayat-e-Shereen
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran
07.00 Swahili Programme
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat
08.30 Speech about Hadhrat Mohammed Din (ra)
09.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Urdu Class (R)
11.00 Roshni Da Safar
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Arabic
13.00 Indonesian Hour: 1) Seerat Masih 2) MTA Sport 3)Nazm
14.00 Bengali Programme
15.00 Tarjumatul Quran Class (R)
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 French Programme
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1)Der weg zum Islam I 2) Spielecke 3) Nazm
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor Children's Corner
21.00 Al Maidah : Burger
21.45 Tarjumatul Quran Class (R)
23.00 Learning Turkish
23.25 Arabic Programme.

Thursday 18th December 1997
17 Sha'aban

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00 Canadian Desk - Tech Talk NO 14
03.00 Urdu Class (R)
04.00 Learning Turkish (R)
04.30 Arabic Programme
05.00 Tarjumatul Quran Class (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00 Sindhi Programme. -Translation of Friday Sermon - 5.4.96
08.00 Al Maidah: Burger
08.55 Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00 Jalsa Salana Qadian 1997 - LIVE Opening Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV from London UK
13.00 Indonesian Hour: 1)Tilwat 2) Dialogue Sinar Islam
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00 Russian Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class
19.30 German Service: 1) Play to win 2) MTA Variete "Hazoors Dora '97"
20.30 Children's Corner: Tarteel ul Quran
21.00 Bazm-e-Moshaira: Moshaira Islamabad'96 - Part 1
22.00 Jalsa Salana Qadian - Opening Address by Hadhrat Khalifatul Masih IV from London UK (R)

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 4 Friday, December 12, 1997 No.50

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اونچا ہوا اور چھوٹی عدالتیں اس میں ڈوب گئیں۔ اور پھر اونچی عدالتوں کی طرف رجوع کیا جاتا رہا۔ رفتہ رفتہ وہ بھی ناانصافی میں ڈوبتی گئیں۔ حضور نے تجزیہ کرتے ہوئے بتایا کہ جب چھوٹی عدالتوں سے ناانصافی شروع ہوئی تو یہ حکومت کے دباؤ کی وجہ سے تھا۔ رفتہ رفتہ یہ دباؤ بالا عدالتوں پر بھی پڑتا رہا یہاں تک کہ ہائی کورٹ اور پھر سپریم کورٹ نے بھی ان لوگوں کی حمایت کی جو بظاہر ظلم کی حمایت کرنے والے تھے۔

حضور نے فرمایا کہ جن پہاڑیوں کو یہ ڈبو رہے تھے یہ اپنی نجات کی پناہ گاہوں کو ڈبو رہے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ وہ ملک جس کا آئین ڈوب جائے، وہ آئین جو سچائی کی مخالفت کر رہا ہو اس کے لئے کوئی پہاڑی باقی نہیں رہا کرتی۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے خطبات میں خوب متنبہ کیا کہ جو جو ذرائع تم نے جماعت کے خلاف استعمال کئے ہیں تقدیر الٰہی نے ہمیشہ تم پر الٹائے ہیں اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ اب قوم کو ایسے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے کہ اس سے نکلنے کا اور کوئی راستہ باقی نہیں سوائے اس کے کہ سارا قانون بھاڑ میں جھونک دیا جائے اور نئے سرے انصاف پر مبنی قانون بنایا جائے۔ اب قوم کے دانشوروں کا فرض ہے کہ آئندہ قانون میں وہ رخنے نہ رہنے دئے جائیں جن کی راہ سے ملائیت قانون میں داخل ہوتی ہے اور ناانصافی داخل ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قائداعظم نے جس قانون کا تصور باندھا تھا اس میں ایک بھی رخنہ نہیں تھا جس سے ملائیت راہ پاتی۔ وہ تصور انصاف کا تصور تھا۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اللہ کی تقدیر تو بہرحال غالب آئے گی اور جو بھی کرشمہ دکھائے گی وہ لازماً احمدیت کے حق میں بہتر ہوگا۔ حضور نے پر شوکت الفاظ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر پڑھا کہ

اگر تیرا بھی کچھ دیں ہے بدل دے جو میں کہتا ہوں ☆ کہ عزت مجھ کو اور تجھ کو ملامت آنے والی ہے۔

اس کے بعد حضور نے تقویٰ کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ جوں جوں تقویٰ کا پانی اونچا ہوتا ہے یہ ان لوگوں کی حفاظت کرتا ہے جو پانی کی سطح کے ساتھ ساتھ بلند ہو رہے ہوں۔ یہ وقت ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کشتی کی پناہ لیں۔ یہ کشتی ساری قوم کو سمیٹے ہوئے ہے۔ متقیوں کے لئے مخرج اور پناہ گاہ بنانا اللہ کا کام ہے۔ قوم کو بچانے کے لئے ان کے لئے دعائیں تو کریں مگر ان کے اعمال سے اپنے اعمال کو متاثر نہ ہونے دیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش فرمایا جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ خدمت دین میں پیش پیش رہتے ہیں وہ سب سے زیادہ آپ کی دعاؤں کے مستحق بنتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میری کیفیت بھی ایسی ہے اور ایسے لوگ ہی میری دعاؤں سے بھی زیادہ حصہ پاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ الحمدللہ جماعت احمدیہ میں کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو رہے ہیں جن کا نقشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس عبارت میں کھینچا گیا ہے۔ دنیا کی کوئی جماعت ایسی نہیں رہی جہاں خدمت دین کرنے والے ایسے آگے نہ آگئے ہوں جو خدمت دین کو ترجیح دیتے ہوں اور اپنے کاموں کو پیچھے رکھتے ہوں۔ جو برکتوں کے وعدے خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمائے تھے وہ آج بھی بڑی شان کے ساتھ پورے ہو رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے تقویٰ سے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے اس مضمون کی تان نماز پر توڑی ہے۔ کیونکہ نمازوں سے غافل ہو کر تقویٰ کے حصول کا خیال محض خوش فہمی ہے۔ حضور نے تقویٰ کے مختلف مراتب، تقویٰ کی علامات اور اس کے فیوض و برکات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یاد رکھو کہ خدا کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں کو نہیں مل سکتی۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔ ☆......☆......☆

قابل غور

اخبارات و رسائل کے مفید اور دلچسپ اقتباسات

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

یہ کافر کیسے ہو سکتا ہے

عبدالحق صاحب ہفت روزہ الاعتصام ۲۴؍جنوری ۱۹۹۷ء میں بعنوان "علمائے اسلام سے گزارش" میں لکھتے ہیں:

"قادیانی ٹیلی ویژن گھر گھر میں داخل ہو چکا ہے۔ قرآن مجید کی تلاوت و تفسیر، درس احادیث، حمد و نعت اور تمام قوموں کے قادیانیوں خصوصاً عربوں کو بار بار پیش کر کے قادیانی ہماری نوجوان نسل کے ذہن پر بری طرح چھا رہے ہیں۔ اس طرح ہمارے بزرگان کرام کی پچھلی سو سال کی مساعی پر پانی پھرتا نظر آرہا ہے۔ لوگ ہم سے پوچھنے لگ گئے ہیں کہ سفید داڑھی اور پگڑی والا شخص جو تمام اسلامی عقائد کا اقرار کرتا ہے، حضرت محمد مصطفی کو بار بار اپنا آقا کہتا ہے، ان کی سیرت کے حسین تذکرے کرتے ہوئے رو پڑتا ہے کافر کیسے ہوسکتا ہے"۔

(ہفت روزہ الاعتصام لاہور۔ ۲۴؍جنوری ۹۷ء)

☆......☆......☆

حسرت

سیف اللہ سپرا صاحب اخبار نوائے وقت میں مضمون بعنوان "بھارتی پراپیگنڈہ کا مؤثر جواب دیا جائے" میں لکھتے ہیں:

"ہمیں سیٹلائٹ سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور اپنی اسلامی ثقافت دنیا میں متعارف کرانی چاہئے۔ اگر پاکستان اکیلا یہ کام نہیں کر سکتا تو اسلامی دنیا کو مل کر ایک مشترکہ اسلامی ٹی وی چینل کھولنا چاہئے جس کے ذریعہ کشمیر، فلسطین، بوزنیا اور چیچنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کو دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اسلامی ثقافت پر مبنی پروگرام پیش کئے جائیں۔ مذہب اسلام کا تعارف کرایا جائے تاکہ جو لوگ اس مذہب کو بنیاد پرستوں کا مذہب کہتے ہیں ان کو صحیح صورت حال کا پتہ چلے۔

یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ قادیانی تو ڈش سے فائدہ اٹھا رہے ہیں کہ ان کا رہنما مرزا طاہر احمد ڈش پر پوری دنیا میں قادیانیوں کو باقاعدگی سے خطاب کرتا رہتا ہے۔ اس پراپیگنڈہ کی یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور بعض مغربی ممالک میں قادیانیوں کو اصل مسلمان بنا کر پیش کیا جا رہا ہے"۔

(نوائے وقت لاہور ۲؍ستمبر ۹۷ اشاعت خاص صفحہ آخر)

☆......☆......☆

قادیانی کردار

پاکستان کے سابق وزیر داخلہ میجر جنرل (ر) نصیر اللہ بابر کا انٹرویو روزنامہ خبریں لاہور میں شائع ہوا۔ اس میں وہ بیان کرتے ہیں:

"ایک بار مولانا چنیوٹی ایک میٹنگ میں آیا۔ بات سے بات شروع ہو گئی۔ مولانا نے مجھ سے پوچھا کہ "آپ کے بارہ میں سنا ہے کہ آپ باقاعدگی سے نماز پڑھتے ہیں"۔ میں نے جواب دیا کہ "ہاں"۔ پھر کہنے لگے کہ "آپ تلاوت کرتے ہیں"۔ میں نے کہا ہاں۔ مولانا چنیوٹی نے کہا پھر شاید آپ قادیانی ہیں۔

میں نے مولانا سے پوچھا مولانا آپ امامت کراتے ہیں۔ مولانا نے کہا ہاں۔ میں نے پوچھا آپ تہجد پڑھتے ہیں مولانا نے کہا ہاں۔ میں نے کہا تو پھر آپ کو قادیانی ہونے کا زیادہ حق پہنچتا ہے"۔ (روزنامہ خبریں لاہور۔ ۵؍ستمبر ۹۷ء اشاعت خاص صفحہ اول)

☆......☆......☆

خدا کس کے ساتھ ہے

ابوبکر بلوچ حیدرآباد ماہنامہ دفاع کراچی میں بعنوان "۳۰ لاکھ افراد کا کفر۔ ایک لمحہ فکریہ" کے تحت لکھتے ہیں:

"چند روز قبل اپنے بعض قادیانی دوستوں کے ساتھ (جو آپ کو احمدی کہتے ہیں) ان کے امام مرزا طاہر احمد کا خطاب بذریعہ سیٹلائٹ دیکھنے کا موقعہ ملا...... قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ مگر یہ مسئلہ حل نہ ہوا۔ قادیانیوں کے قتل کو مباح (حلال) قرار دیا گیا مگر یہ ختم نہ ہوئے۔ قتل کے جھوٹے ڈرامے رچائے گئے لیکن بے کار۔ اب سب کی کوششوں کے باوجود یہ بات سامنے آئی ہے کہ قادیانی جماعت کا سربراہ بڑے فخر کے ساتھ اعلان کرتا ہے 'چشم عالم نے یہ نظارہ آج سے قبل نہیں دیکھا کہ ۳۰ لاکھ افراد ایک سال میں کسی مذہب میں داخل ہوئے ہوں'...... قادیانیوں کی روز افزوں ترقی، لاکھوں کی تعداد میں لوگوں کا قادیانی مذہب میں داخل ہونا اور دنیا کا قادیانیت کی طرف بڑھتا ہوا میلان بظاہر اس بات کی علامت معلوم ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف کھڑا ہے"۔

(ماہنامہ دفاع کراچی اگست ۹۷ء صفحہ ۴۰ جلد ۱ شمارہ ۳)

☆......☆......☆

یہود و نصاریٰ جیسے

ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لکھتا ہے:

"آقائے نامدار رسول اکرم ﷺ نے ایک بار پیشگوئی بھی فرمائی جو حدیث کی صورت میں موجود ہے کہ "مسلمان آخرکار یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلنا شروع کر دیں گے اور یہود و نصاریٰ نے جو کام کئے ہیں مسلمان بھی وہی کریں گے"۔ ایک حدیث کے الفاظ یوں ہیں: "تم بھی آخرکار پچھلی امتوں ہی کی روش پر چل کر رہو گے۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں گھسے تھے تو تم بھی اسی میں گھسو گے"۔ کیا یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا "اور کون؟" (رسائل و مسائل حصہ اول صفحہ ۵۳)۔

عہد حاضر میں آپ غور کر کے مشاہدہ کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے بیشتر افعال و اعمال یہود و نصاریٰ جیسے ہیں بلکہ ان پر فخر بھی کیا جاتا ہے۔

(ماہنامہ قومی ڈائجسٹ لاہور۔ نومبر ۹۴ صفحہ ۷۵)

اگر مسلمان یہود و نصاریٰ جیسے ہو گئے تو ان کی اصلاح کے لئے ایک مسیح جیسے وجود یعنی مثیل مسیح کی آمد کیوں قابل تعجب ہے۔ جسے رسول خدا ﷺ نے مسیح ناصری علیہ السلام سے مشابہت کی وجہ سے مسیح کا نام عطا فرمایا۔ ☆......☆......☆

رمضان المبارک میں عالمی درس القرآن الکریم

ماہ رمضان المبارک کا آغاز ۳۱؍دسمبر ۱۹۹۷ء کو ہو رہا ہے۔ اس بابرکت مہینہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ نماز ظہر سے ڈیڑھ گھنٹہ پہلے (ماسوا جمعۃ المبارک) قرآن مجید کا درس ارشاد فرمایا کریں گے جو انشاء اللہ تعالیٰ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر براہ راست نشر کیا جائے گا۔ احباب جماعت دیگر تفصیلات کے لئے مسجد فضل لندن سے رابطہ فرمائیں۔

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔